DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222312

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۴۳۲۱۵/خ-م Accession No. ۵۰۷۷

Author مرزا داؤد

Title خنجر حسن

This book should be returned on or before the date last marked below.

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سخن آفرین ساحر وشنا کہ دیوان فصاحت بنیان مرزا ... فارسی تا طبع سنج وحسن ...

دیوان دوم

حسن

تصنیف شاعر سحر بیان عالیجناب مرزا داؤد بیگ صاحب المخاطب بہ سحر جنگ شاگرد نظام محبوب ... حیدرآباد دکن ...

مطبع ... واقع کربند
... نامی لکھنؤ مطبوع

کارخانہ بزم تہذیب لکھنؤ تکیے ا گنج

ای خریدار اہل فہم و شعور	ہان طلب کر کے کوئی چیز ضرور
اشتہا رہی سال مین اکبار	کارخانے کو کیجیے مشکور

مخفی نرہے کہ اِس کارخانے مین علاوہ ہر قسم کی کتابون کی پارچہای ہر قسم ہر موسم کی حسب آرڈر کارخانہ ہذا سے نصف قیمت بھیجنے پر بذریعہ ویلو پی ایبل روانہ ہوسکتے ہین چکن ریشمی اور کامدانی کی تھان صہ سے نہایت صعہ تک و روغن خوشبودار عطریات نایاب و الایچی مسی و مصالحہ دار اعجوبہ و گولیان تمباکو مشک آمیز و قوام تمباکو و کلاہ گول مندیل نما و چوگوشیہ کامدار و زردوزی و دوپلڑی و جفت یا کامدار مخملی ڈلی دار و پنجابی و انگریزی بوٹ و دستکاری و ریشمی و کاغذ رنگین و سادہ ہر چھاپنے کا و شیرینی و عرقیات و مربہ و اچار و چلمنی ڈلی اکہرخی و دو رخی و پتنگ ڈور پتنگ اُڑانیوالی سادی و مانجھا نہایت نفیس و کھلونے گلی حسب فرمایش عہ در جن سے نہایت صہ در جن تک کے و جوڑی برائیکٹ یعنی دیوارگیری گلدار گلی عہ ر کی جوڑی سے (نام) تک کی جوڑی و درخت گلاب و چنبیلی و غیرہ گلی مطابق اصل حسب قدر افزائی و حسب قیمت انگریزی و گملے گلی موافق چینیا رو پہلے سنہلے بیل بوٹے دار رنگین حسب الطلب روانہ ہو سکتے ہین خلاصہ یہ کہ ہر قسم کے اشیا کارخانے سے فرمایش آنے پر روانہ ہوسکتی ہے جواب خط کے لیے آدھ آنہ کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیے اور چند کتابون کی فہرست بھی صفحہ مقابل مین مفصل کے بالتصریح درج ہین ناظرین ملاحظہ فرمالیں علاوہ اسکے کتاب بھی بذریعہ خط کتابت بابت کرانے طبع طے ہوسکتی ہے۔

المشتہر

فدویان لٹھولال نائب مالک کارخانہ ہذا و نتھولال منیجر کارخانہ بزم تہذیب لکھنؤ تکیے گنج

۲ ۵۰۷۷
Checked 1968

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ در مدح حضرت بندگان عالی متعالی حضور پُرنور سکندر حشم فریدون خدم جمشید زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ

خواب ایسے سے جو چونکا صبحدم مین ایکبار — جلوۂ نورِ خدا آیا نظر سے بے اختیار

یعنی دیکھا اپنے بالین پر جوان خوبرو — حور و غلمان سے نہو تشبیہ جسکو زینہار

قامتِ موزون کی نسبت سرو سے کیا ہو سکے — نخلِ طوبیٰ بھی ہوا اوسکے قد کے آگے شرمسار

وہ کشادہ چہرۂ پُرنور پر زلفِ سیاہ — گردنِ خورشید مین زنجیر سی تھی آشکار

کیا لکھون پیشانیِ پُرنور و ابرو کی ثنا — مدِّ بسم اللہ لوحِ سیم پر تھا جلوہ دار

دیکھ پیشانی و ابرو بولا یون جیسے سخن — بدر کامل ایک اور دو ماہِ نو ہین آشکار

عین جیسے صفحۂ عارض کی اون چشمون سے تھی — منشیِ قدرت نے تھے دو صاد جیسے کھینچے ایکبار

ڈورے آنکھون کے رگِ گل سے زیادہ خوب تر — ہین دلِ عاشق مین چبھنے کو وہ مژگان مثلِ خار

مصحف رخ پر تھی اوسکے اسطرح بھی عیان
ہین الف اللہ کا جسطرح لکھتے ہوشیار

اوسکے رخساروں کی خوبی اور زنخ آلکت و دیکھکر
ہی کلف مہ کے جگر مین لالہ کا دل داغ عذار

اوسکے دندان و لب گلگونکی کیا لکھون ثنا
قفل تھا یاقوت کا درج گہر پر آشکار

واہ رے چاہ زنخدان جسکی خوبی دیکھکر
شرم سے یوسف جھجھک کر پڑے بے اختیار

اوسکے کانونکی صفت لکھوں یہ امکان ہی نہین
کیونکہ کان ایسے نہین ہین گوش زد بھی نہار

جلوہ گر جس سے ہوا ہی گوہر حسن و جمال
اوس صدف کو واقعی ٹکڑے دیہ وہین آبدار

اوسکی گردن پر گلا کاٹے جو شیشہ ہن کیا عجب
قند کے کوزے سے بھی شفاف تر تھی آشکار

سینہ و پشت و شکم بین اوسکے تھا ایسا ہی نور
جسکے آگے آئنہ حیران ہو سنے اختیار

ناف کا اوسکے یہ عقدہ مجھپہ اب بارے کھلا
مردم چشم پری نے بھی لیا اوسکا قرار

گر بہم پہونچے مجھے تار شعاعی سے قلم
تو لکھون موئے کمر کا وصف اوسکے ایکبار

اوسکے بازو شاخ طوبی سے بھی تھے نازک سوا
ماہیٔ کوثر سے افزون یا عدونکی تھی بہار

دیکھلیں دست بلورین کی اگر اوسکی چمک
پنجۂ مہر و ید بیضا ہوں از حد شرمسار

اوسکے زانو کی لکھوں تعریف کیا حیران ہون
لوح الماس شفافی یہ جسکے ہو نثار

ساق سیمین فی الحقیقت شاخ نخل طور تھی
یا کہ شمع نور تھی چشم خرد مین آشکار

سر پہ تاج نور رکھے بر مین وہ زرین قبا
طور کا شعلہ بھی جسکے نور پر ہووے نثار

دیکھکر اوس چشمۂ خوبی کی موج حسن کو
بیخودی کے بحر مین غلطان ہا مین بیقرار

جبکہ ہوش آیا یہ پوچھا مین نے اوس سے باادب
اسم عالی مجھپہ بھی روشن ہو اے گردون وقار

ناز و غمزے سے وہ بولا مجھسے تو واقف نہین
مجھکو کہتے ہین سروش غیب ای غفلت شعار

تو جو تھا گم کردہ راہ و عادت سے ایک
سو ہدایت کو ترے آیا ہو مین یان خبردار

فیض حق سے تیرا آقا ہے سلطان دکن
کیجیے کاوس اور دارا کی جسپر جان نثار

میر محبوب علیخان خسرو ملک حشم
قیصر و خاقان چین ہی جسکا افزون ہی وقار

ہی اوسی سرکار کا اسکندر ایک آئینہ ساز
ہین فریدون سے بہی فضل اوسکے در کے چوبدار

قدردانی ختم ہی شعر و سخن کی اوسپہ آج
کیونکہ ہر اک نثین ہی اوستاد وہ گردون وقار

قافیہ ہو تنگ فردوسی کا جسکے سامنے
انوری بہی عجز سے اصلاح کا ہو خواستگار

کیا کمالونکو لکھون اوس مہر اوج و عدل کے
کب ستارونکا فلک کے کر سکے کوئی شمار

نثر مین جاری ظہوری اوس سی اور سعدی محل
نظم پر اوسکے نظامی گنجوی خود ہو نثار

الغرض کسطرح مین اوصاف اوسکے لکھون
کیونکہ کوزے مین نہین دریا سماتا زینہار

ہی حصول مدعا کی گر ترے دلکو امید
تو عمل اس بات پر میرے تو کر اے ہوشیار

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری
نذر کر در سخن ملجائے گر خدمت مین بار

سنکے یہ جانبخش مژدہ مین نے وہ مطلع لکھا
مطلع خورشید بہی ہو جسکے آگے شرمسار

حکم ناطق ہو ترا نافذ جو اے گردون وقار
پارۂ یاقوت ہو آتشکدہ مین ہر شرار

تابع فرمان ترے آب و ہوا ہو دہر کی
تو اگر صرصر کو فرمائے تو ہو باد بہار

کیا تعجب ہی اگر ترے سحاب فیض سے
شاخ آہو بہی نکالے سبز ہو کر برگ و بار

کسطرح تیرے کرم کا ہو سکے مجھسے بیان
حاتم بن طی ہے زیر خاک جس سے شرمسار

مشک نافے کا اگر سائل ہوا کر کوئی شخص
تو وہ ہی فیاض دیدے اوسے ختن سے تا تتار

جو غلامان غلامان ہین ترے اونکے اگر
اک گہر مانگے کوئی تو بخشدین وہ سو ہزار

خاک سان بعید ہی اکسیر ترے عہد مین
تیری بخشش سی مگر ہی کون اوسکا خواستگار

عہد مین تیرے ہر اک موذی کا زہر آب ہے
خوف کے مارے چھپے زیر زمین سب جا کے مار

شیوۂ جور و جفا سے کر کے تو یہ آسمان
سرنگون ہے تیرے آگے صورت تقصیر وار

کیا خوشی ہے تیری بخشش سے زمین سے تا فلک
برق جز خندہ نہین گردون پہ ہرگز بیقرار

فے المثل سیماب کو گر آگ پر رکھدے کوئی
تو خلیل آسا ہوین آتش ہوا سیر لالہ زار

گریۂ شبنم غلط ہے گر کرے کوئی گمان
گوہر شہوار وہ تجھپر سے کرتا ہے نثار

غم جسے کہتے ہین اوسکا نام عالم مین نہین
ہر طرف محو طرب ہین مردمان بر و بار

ہے تصور مین زیادہ تر رشک سنبل سے وہ
زلف سی معشوق کے دل پر نہین عاشق کو بار

کچھ خلش اب ہوئی مژگان کیطرح کرتے نہین
بلکہ چشم گل کے گلشن مین مجاز اب ہین خار

جی مین ہے رشک ہلال عید مطلع لکھکے اب
جوہر شمشیر معنی صاف کر دون آشکار

ڈر سے تیری تیغ کے آب کانپتے ہین بید وار
رستم و افراسیاب و بہمن و اسفندیار

کیا تری صمصام کی برش سے وہ آگاہ ہے
تھر تھراتا جو نکلتا مہر سے ہے بے اختیار

بحیثیہ تیری تیغ پر ہے سایۂ فضل خدا
زور بازو دست حق نے تجھکو بخشا ذی وقار

تیغ جب تو ہاتھ مین لیتا ہے کہتے ہین ملک
لا فتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار

اسطرح ہے تیغ تیری کوہ مین جاتی گذر
جسطرح عکس مہ نو ہم مین ہو دریا کے پار

یون سر اعدا قلم کرتی ہے تیری تیغ تیز
باد صرصر سے گرین جسطرح سے گل ایکبار

دیکھکر اوسکی چمک کو خوف سے برق فلک
چھپ رہی جا کر نیام چرخ مین ہو شرمسار

کیون نہ بجلی کیطرح دشمن کو دے تیرے جلا
شعلۂ قہر خدا ہے تیری تیغ آبدار

ابر رحمت کا سیہ لکہ ہے یہ پشت پناہ
جسکو کہتے ہین سپر اہل جہان ای ذی وقار

ڈھال کی اودھر کو آگے آئے گر دشمن ترا
رہ سپر ملک عدم کا دم مین ہو وہ بد شعار

نام ہے فتح و ظفر جنکا سو وہ بحر مدد
ایک ہی تیری ہین اور ایک ہی تیرے یسار

کہکے مطلع اب مین لکھتا ہون ترے توسن کی صفت — کیونکہ اب جولان کمیت خامہ ہے بے اختیار
زین بخش خانۂ زین ہو جو تو اے شہسوار — خوف سے شیر نیستان ڈھونڈھین جا ہون کنار
واہ وا کیا خوب خوش رفتار ہے تیرا رخش — کبک جسکی چال پر خود جان و دل سے ہو نثار
بند ہو جاتی ہین چشم مردمان اکبارگی — برق سان ہوتا ہے جولان جبکہ تیرا راہوار
کیون نہ رم کر جائے اوسکو دیکہکر ہوش غزال — ساتھ چل سکتی نہین اوسکی نسیم خوشگوار
گر چلے ہمراہ تیرے توسن چالاک کے — چرخ مین آئے زمین ساکت ہو دور روزگار
تو جو کاوے پر لگاوے اوسکو جولانگاہ مین — دُم دبا کر بھاگ جائے ابلق لیل و نہار
فیل کی تیرے ثنا کیا مین لکھون صورت صفت — کاہ ہین جسکے بلندی کے قرین سب کوہسار
دیکھکر اوسکو گھٹا ابر سیاہ آسمان — بڑہکے بوسے اوسکے آگے خاک پیل روزگار
ہو وہ جو زرین کو اوسکے دیکھکر موسیٰ کہین — چمکی ہے برق تجلی طور پر پھر ایکبار
دانت دونو اسطرح روشن ہین پاس خرطوم مین — جسطرح دو شمع شام تیرہ مین ہون آشکار
سقف گردون کا نہوتا پایہ گر یہ پیل — گر پڑا ہوتا یہ کب کا مثل اشک چشم زار
اسطرح خرطوم مین ہے اوسکے زنجیر طلا — جسطرح ابر سیہ مین برق کی ہووے بہار
بس سخن کوتاہ کر اے خامہ اب خاموش ہو — تا نہو طول سخن سے خاطر نازک پہ بار
مانگ یہ حق سے دعا باب اجابت ہین کھلے — یا الٰہ العالمین یا کارساز و کردگار
جب تلک آئینہ خورشید مین ہے ضیا — تا کہ ہے ساکت زمین جب تک ہے دور روزگار
نور و ظلمت کا ہے جبدم تک عالم مین ظہور — رنگ شام و صبح ہے جب تک جہان مین برقرار
ہو نظام الملک آصف جاہ شاہ بحر و بر — باجلال و جاہ و قدر و شوکت و شان و وقار
ہو ہر اک ہفتہ مین دن اوسکو شال و عید — چار یار امداد پر ہون حشر تک لیل و نہار

شش جہت مین او ہفت اقلیم مین ہو نامور — ہو ہر اک شب شب برات آسا بفضل کردگار
اور ترے تنخواہ مین جو جو کہ اس سرکار کے — سب خوش و خرم ہین سائے مین اوسکے برقرار

اس قصیدے کے گذرتے ہی یہ ہی عرض امیدار
فی الحقیقت شاہد مطلب سے ہو تو ہمکنار

قصیدہ در مدح جناب معلی القاب نواب جان نثار یار جنگ بہادر سر دفتر جمعیت نظام محبوب دام اقبالہ

توسن خامہ کمال آج ہی جولانی پر — کیا عجب منزل مقصود اگر آئے نظر
وصف کپتان بہادر کا ہے مجھکو لکھنا — دیکھنا ہے مجھے اب فکر کا اپنے جوہر
ہان وہ مضمون ہو کہ جسمین نکرے کوئی کلام — کاٹ معنی مین ہو لفظون کی مثال خنجر
دائرہ ڈھال کے ہم وصف نظر آئے اگر — نے رکھی ہے نہین اشعار کی یان مد نظر
حرف کی ہو وہ نشست اہل نظر جھک جھک جائین — جیم کی طرح سے ہو خم سر حساد مگر
دل مین ہی لکھکے مین اب مطلع ثانی مرزا — اپنے ممدوح کی شوکت کا کرون حال اظہر
مطلع ثانی — تجھپہ ممدوح نہ کس طرح ہو فضل داور — احمد پاک کا مداح ہے تو نیک سیر
خاص جمعیت سرکار کا تو افسر ہے — تجھپہ کیونکر نرکھے شاہ عنایت کی نظر
تو وہ ہے مرد دلیر آج میان عالم — کہ ترے نام سے ہی کانپتا انسان تھرتھر
دست حق نے تجھے بخشی ہے وہ تاب طاقت — زال سہ ہے ترے آگے کہین رستم کمتر
رعب سے تیرے یقین ہے کہ اوسے ہو سرسام — سام میدان مین ترے سامنے گر ہو اکر
تیرے صمصام کی تیزش کی لکھون کیا تعریف — نقش ہے معنی لاسیف کا جسکا جوہر
کوہ پر تو جو لگائے تو وہ گذرے سطور — برق کے عکس کا آئینہ مین ہو جیسے گذر

یا علی کہکے جو تو کوہ پہ آہن کے لگائے
گذرے یون آب مین ہو موج کا جسطرح گذر

تیغ ہرگز نہین سہے شعلۂ قہر یزدان
دم مین حُسّاد کو کر دیتی ہے نے النار سقر

تیرے توسن کی بھی کچھ تھوڑی سی تعریف لکھیون
کیونکہ ہے بلبل فکر آج خوش الحانی پر

واہ وا واہ عجب ہے فرس خوش رفتار
تیز رفتاری پہ جھکے ہے تصدق صرصر

ارض سی تا بسما چشم زدن مین ہو آئے
کیون نہ مردم کہین پھرا دسکو بھلا پیک نظر

جست و رفتار غضب مین ہے نرالا عالم
کبھی آہو ہے کبھی کبک کبھی ضیغم تر

روک شبدیز قلم کی تو عنان ای مرزا
ادب و قاعدہ کا دھیان بھی ہے واجب تر

مانگ ممدوح کے اب حق مین دعائین جی سے
واسطے احمد مختار کے تو دے دے کر

گلشن دہر مین ہر روز رہے عید اوسکو
شب برات اُسکو ہو ہر شام بفضل داور

عرض حال اپنا بھی لازم ہے اسی موقع پر
یعنے مرزا نے قصیدہ جو سُنایا آکر

طامعو نمین نہ جناب اسکو تصور فرمائین
نہ اسے سیم کی خواہش نہ اسے حاجت زر

شاہ آصف کی عنایت سی ہے سب کچھ ہی پاس
متمول ہے تونگر ہے غنی ہے یکسر

ہان یہی ہے مگر امید کہ دائم ممدوح
نظر لطف و عنایت رہے اس مرزا پر

عرض کرتا تھا جو مجھکو وہ کیا عرض الحال
اور کوئی نہ مجھے حسرت ہے نہین مد نظر

رباعیات

دائم رہے سلطان پہ لطف ازلی
شفقت رہے اسپہ چار یارون کی مدام
خندہ رہے بصورت گل دل کی کلی
محبوب جہان ہو شاہ محبوب علی

ایضاً

شہ فخر تو شان ہین وقار الامرا
محبوب علیخان ہین دکن کے والی
شہ تغلق زبان ہین وقار الامرا
مرزا دیوان ہین وقار الامرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سہل ہے اسمین وصف قامت کا ‎ ‎ کیون نہ مطلع ہو پھر قیامت کا
جب مین کرتا ہون وصف قامت کا ‎ ‎ نقشہ پھر جاتا ہے قیامت کا
وصف کس کس کا آپکے مین کرون ‎ ‎ حسن کا ناز کا کہ صورت کا
کس سے چھپ چھپ کے ہوتی ہین باتین ‎ ‎ حال مجھپر کھلا نہ حضرت کا
جب سے دل لیگئے خبر بھی نہ لی ‎ ‎ یہی شیوہ ہے کیا محبت کا
کوئی خالی نہین ہے ظلم سے بات ‎ ‎ کیا بھرین دم بتون کی الفت کا
قہر ہے دل کے باغ مین میرے ‎ ‎ پھول پھولا ہے اونکی الفت کا
باتون باتون مین لیگیا مرا دل ‎ ‎ ہے وہ پرکالہ ایک آفت کا
ڈوب جاتا ہے دل مرا اوسوقت ‎ ‎ نام سنتا ہون جب مین چاہت کا
کیا کہین کرتے ہین بسر کس طرح ‎ ‎ حال پوچھو نہ مجھسے فرقت کا
دیکھتا ہون مین گھر مین بیٹھے ہوئے ‎ ‎ مزا اوسکی تماشا قدرت کا

بحر خفیف مسدس مخذوف ‎ ‎ فاعلاتن مفاعلن فعلن

بحر خفیف مسدس مخبون فاعلاتن مفاعلن فعلن

عشق اوس زلف کا نہین جاتا
دل سے یہ سلسلا نہین جاتا

روگ یہ عشق کا نہین جاتا
نہین جاتا دلا نہین جاتا

شوق کا ولولا نہین جاتا
آہ کا مشغلا نہین جاتا

اپنے دل کا مین کیا کرون شکوہ
مجھسے خود چپ رہا نہین جاتا

اب ہوئے ہین وہ جان کے طالب
دل لیا پر گلا نہین جاتا

وہ غمی ہون کہ اس زمانہ مین
خواب مین بھی ہنسا نہین جاتا

دل پہ جو کچھ گذرتا ہے صدمہ
منہ سے اپنے کہا نہین جاتا

بوسہ اوس لب کا خواب مین تہا لیا
اب تک اوسکا مزا نہین جاتا

تو زبانی ہی قاصدا کہیو
حال دل کا لکھا نہین جاتا

مرزا اب آگ مین جدائی کے
بیچ تو یون ہے جلا نہین جاتا

بحر خفیف مسدس مخبون فاعلاتن مفاعلن فعلن

تیر تیرا کوئی اگر آیا
ناز کرتا ہوا ادہر آیا

جب مرا یار بام پر آیا
جلوہ بس طور کا نظر آیا

ابر مین مہر ہو گیا روپوش
بام پر جبکہ وہ قمر آیا

کچھ پتا یار کا نہین ملتا
سب طریقون مین مین گذر آیا

اب نہ خالی سنائیے باتین
دل ہمارا حضور پہر آیا

وہ بت آئیگا مرے گہر کہین
کیا خبر لیکے نامہ بر آیا

اب تو دل تہام لیتے ہین وہ بہی
مرزا آہون مین لو اثر آیا

شفیق حال خِضر ایسا راہ بر پایا
ہزار حیف کہ پھر بھی نہ اوسکا گھر پایا

ہر ایک طور سے ظاہر ہوا ظہور اوسکا
ہر ایک جا پہ اوسے مین نے جلوہ گر پایا

تمام مُلک مین ڈھونڈا کہین پتا نہ ملا
تمھارے کوچہ مین دل پایا اور جگر پایا

یہ عاشقون پہ ستم ہی کیا کیے دائم
بتون کے دل مین نہ الفت کا کچھ اثر پایا

اگرچہ دھر مین ہین خوبرو بہت مرزا
نہ اپنے یار کی صورت کوئی مگر پایا

پتا دل کا کہین اصلا نپایا
جدھر دیکھا اودھر ویرانہ پایا

خدائی ہو گئی اوس بت کی جانب
دل اپنا مین نے خود اپنا نپایا

ہر اک بھرتا ہے دم الفت کا تیرے
صنم کس کو ترا شیدا نپایا

صعوبت دشت کی اور ہجر کا غم
تمھارے ہجر مین کیا کیا نپایا

یہی حسرت رہی دل مین ہمارے
کبھی تنہا اونہین مرزا نپایا

پریون نے چٹکیون مین مرا دل اوڑا لیا
دیوانہ اپنی زلف دکھا کر بنا لیا

چھوتے نہ زلف اگر تو نہ پھنستے غضب مین ہم
خود اپنے پیچھے ہمنے بلا کو لگا لیا

ہر اک بشر کو چاند گہن کا ہوا خیال
جب اوسنے رُخ کو زلف سے اپنے چھپا لیا

دل سے ہمارے قتل کی حسرت نکل گئی
خنجر کو اونکے جبکہ گلے سے لگا لیا

مرزا جو کوئی پوچھے گا کیا دوگے تم جواب
الفت مین ان بتون سے کہو کیا دیا لیا

ہوا ہی پھر ان آنکھون کو مرے آزار رونے کا
بہانا ڈھونڈھا کرتی ہین یہ ہر دم یار رونے کا

بحر خفیف مثمن مخبون محذوف مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن — بحر ہزج مسدس محذوف مفاعیلن مفاعیلن فعولن — بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن — بحر ہزج مثمن سالم مفاعیلن

کہا کرتے ہین وہ مجھسے عجب یہ رونی صورت ہے
نہین ہے شغل فرقت مین صنم کے اور کچھ ہنا
کسی گل کے جو ہنسنے کی صفت لوگون نے کچھ چھیڑی

کسی محفل مین بھی تھمتا نہین ہے تار رونے کا
رہا کرتا ہے ہر دم مشغلہ اب یار رونے کا
ہمارا ذکر بھی محفل مین آیا یار رونے کا

کبھی وہ دن تھے اے مرزا کہ ہنستے ہی گذرتے تھے
ہر اک جا ذکر اب آتا ہے میرے یار رونے کا

کیا سبب ہے قتل مین قاتل مری تاخیر کا
جب سے دیکھے ہین نگاہون کے اشارے اے صنم
ہے غضب پہلو تہی کرنا تمہارا وصل مین
جوڑ کر چلہ کو تو نے چھید ڈالے دل جگر
آئے کیونکر نیند تمکو قید ہو زندان مین
حیف اس دل کی بدولت مین بلا مین پڑ گیا
التیام اوس زخم کا ہونا کبھی ممکن نہین

اب پلادے تشنہ لب کو آب تو شمشیر کا
ہو گیا ہے یہ ہمارا دل نشانہ تیر کا
کھینچیے دل کو نہ میرے صید غم کے تیر کا
توڑ دیکھا خوب اے صیاد تیرے تیر کا
غل ہوا کرتا ہے ہر دم پانون کی زنجیر کا
دل جو زلفون مین پھنسا یہ پیچ تھا تقدیر کا
زخم دامن دار ہے قاتل تری شمشیر کا

چاندنی مین حال مرزا کا چکور آسا رہا
جب سے عاشق ہو گیا اوس چاند سی تصویر کا

پری شمائل جہان مین بس تمہین کو پایا تمہین کو دیکھا
ادائین خنجر نگاہین ناوک تو ناز بھی کم نہین چھری سے
ہزارون دیکھے حسین ہمنے تمہاری سج دہج نہ وہ انہمین پائی
غلط نہ باتین بتاؤ ہمسے گر ہو نہ آگ جھوٹ فقرے
تمہاری تصویر پیاری مین کھینچے سو ہوان لگے اوپر

اداؤن سے قتل سب کو کرنا ستم مین یکتا تمہین کو دیکھا
ہر ایک عاشق کو باتون باتون مین ذبح کرنا تمہین کو دیکھا
بلا ہے تیوری غضب ہے چتون ستم مین یکتا تمہین کو دیکھا
عدو کی محفل مین جب گئے ہم تمہین کو پایا تمہین کو دیکھا
سحر اوٹھا کر جدا اسکو دیکھا تو ہمنے گویا تمہین کو دیکھا

بحر ہزج مثمن سالم مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن ۔ بحر رمل مثمن محذوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن ۔ بحر ہزج مثمن مقبوض مفاعلن فعولن مفاعلن فعولن مفاعلن فعولن مفاعلن فعولن

ہماری صورت جو دیکھتی ہیں وہ ہمسے کہتی ہیں مرحبا ہے
کہ دل ہی بنا ستم ہی سہنا اور اُف نکرنا تمہیں کو دیکھا

فراق میں جب تمہاری مرزا خیال کرکے تمہارا سوئے
تو خواب میں بھی قسم خدا کی تمہیں کو پایا تمہیں کو دیکھا

بحر خفیف مسدس مخبون محذوف + فاعلاتن مفاعلن فعلن

دل بلا پر خدا نہیں ملتا
کعبے میں مدعا نہیں ملتا

ڈھونڈتا ہوں پتا نہیں ملتا
بت مرا اے خدا نہیں ملتا

بے مصیبت اوٹھائی فرقت میں
عاشقی کا مزا نہیں ملتا

بیوفا تو ہزاروں ملتے ہیں
پر کوئی باوفا نہیں ملتا

بوسہ اُنکے لبوں کا وصل میں بھی
نہیں ملتا دلا نہیں ملتا

غیر سے تو لڑاتا ہے آنکھیں
مجھسے وہ بیوفا نہیں ملتا

لیگیا تھا جو دل کو دم دیکر
اجی وہ دلربا نہیں ملتا

کوئی کوچہ تک اوسکے پہونچادے
مجھکو تو راستا نہیں ملتا

جہان ڈالے زمانہ لاکھ کوئی
سب ملیں آشنا نہیں ملتا

مجھسے تو خار کہتا ہے وہ گل
تجھسے کیوں اے صبا نہیں ملتا

دل میں تو کوچ کا ارادہ ہے
کیا کروں قافلہ نہیں ملتا

دشت وحشت کا ہولناک ہے
خضر سا رہنما نہیں ملتا

جب تلک خود نہ بوسے دے معشوق
سچ ہے مرزا مزا نہیں ملتا

بحر متقارب مثمن محذوف + فعولن فعولن فعولن فعول

بتوں سے جو دل کو لگانے لگا
جدائی کے صدمے اوٹھانے لگا

جو سینے میں دل تلملانے لگا
مجھے درد ہر دم ستانے لگا

بہار اوس لطف مین دی ان پہنسانے لگا
بلا سر پہ ہر روز لانے لگا

لبون کا دکہانے کو اعجاز وہ
مجھے مار کر اب جلانے لگا

ہوا وصل سے اونکے مایوس جب
مقدر کو مین آزمانے لگا

مرا شمع رو غیر کی بزم مین
یہ پروانہ سا دل جلانے لگا

کیا اوس پری سے جو بوسہ طلب
تو باتون مین مجھکو اوڑانے لگا

جو رونے مین دانتونکا آیا خیال
مین آنکھون سے موتی بہانے لگا

وہ مرزا جو خود دے گئے مانگ کر
چلو آج دل یہ ٹہکانے لگا

بحر رمل مثمن محذوف — فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

اک بیک بیشک ہی مشکل آتے آتے آئیگا
تم پر ای پیارے مرا دل آتے آتے آئیگا

پہلے قبضے پر تو قبضہ اپنا کر لو خوب سا
مارنا شمشیر قاتل آتے آتے آئیگا

ہر گہڑی تیوری چڑہا لینے سی کچھ ہوتا نہین
کاٹنا ابرو سے قاتل آتے آتے آئیگا

روز مانگین گے تو اکدن مل ہی جائیگا ضرور
پاس سے اونکے مرا دل آتے آتے آئیگا

اسقدر مضطر نہو مجنون ذرا تو صبر کر
دور ہے لیلی کا محمل آتے آتے آئیگا

ظلم سہتے سہتے ہوتا ہی بشر درد آشنا
نالے کرنا ای عنادل آتے آتے آئیگا

تاب نظارے کی لا سکتا نہین اکبارگی
چاند اوس رخ کے مقابل آتے آتے آئیگا

ہجر مین رونا ہون ہر شب ہو نہین سکتا ہی ضبط
عشق کا ہی یہ اوائل آتے آتے آئیگا

ضعف کے باعث سی مرزا تھک گیا ہی راہ مین
عشق کی وہ تا بہ منزل آتے آتے آئیگا

بحر رمل مسدس محذوف — فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

دل بنا ہے جیب سے شعلہ نور کا
دیکھتا ہون مین تماشا طور کا

سر سے پا تک ہی جو پتلا نور کا
دور کر دو رخسے اپنے اب نقاب
مجھسے نسبت اوسکی ہو سکتی نہین
آپ آ کے جلوہ فرماتے ہین جب
کر دیا دل کو اشارے سے ہلاک

مین بہی دیوانہ ہون لیلی وحور کا
مجھکو تم دکھلا دو جلوہ طور کا
کوہکن ہی نام اک مزدور کا
بام پر ہوتا ہے دہوکا طور کا
مارتے ہو تم نشانہ دور کا

پہر حسینون کا کرو مرزا بیان
مین تو عاشق ہون اوسی مذکور کا

جب اوسکے رخسے اوٹہہ گیا پردہ حجاب کا
بیجا نہین ہی اوسکا جوانی پہ یہ غرور
ای آسمان دم مین مین آنے کا اب نہین
ای شیخ تجھکو شرم بہی آتی نہین غضب
مقصد یہی ہے اونکا کہ زاہد اسے پیے
ساقی بغیر بزم کے ابتر ہے اب یہ حال

مضمون صاف کھل گیا حق کی کتاب کا
نشہ سے مے کے کم نہین نشہ شباب کا
مین جانتا ہون حال ترے انقلاب کا
پیری مین تو نے شوق کیا ہی خضاب کا
کرتے ہین رند وصف جو ہر دم شراب کا
غم سے سیاہ پوش ہے شیشہ شراب کا

مرزا سے اپنی بات بہی کرتے نہین ہین وہ
پردہ اوٹہا نہین ہے ابہی تک حجاب کا

تذکرہ میرے لبون پر ہے بتون کی یاد کا
گر صبا سے کچہ سنا بہی تو دیا ہنسکر اوڑا
آپ کے آنے سے گلشن کی ہوئی زینت دو چند
اب مرے غم کی کہانی تمکو سننا چاہیے

دم بہرا کرتا ہون ہر دم آجکل فریاد کا
دہیان کب آیا پریزادون کو مجھہ برباد کا
بلبلون کے لب پہ ہی نغمہ مبارکباد کا
تذکرہ قصہ پرانا قیس کا فرہاد کا

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف • مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن • بحر رمل مثمن محذوف • فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

ایک کے پر کاٹتا ہی ذبح کرتا ہے ہزار
رنگ کچھ بدلا ہوا ہے آجکل صیاد کا

کر نہین سکتا ہی ذرہ ہمسری خورشید کی
ہو نہین سکتا مقابل آینہ فولاد کا

ہمصفیر واب رہائی کی نہین مجھکو امید
ایک تو صیاد ظالم اور قفس فولاد کا

اشک جب آنکھون سی گرتے ہین اومنڈ آتا ہی دل
باپ سے دیکھا نہین جاتا ہی غم اولاد کا

دہ بجا ہی تیغ کی اوسکی شکایت کر کرون
پر نہین کرنے کا شکوہ عمر بھر جلاد کا

سخت جانی نے مجھے دونون طرف سی کھودیا
شرم سے مین مرگیا بازو دیکھا جلاد کا

گاہ کہتا ہون رباعی گاہ کہتا ہون غزل
مشغلہ رہتا ہے اب مرزا یہ مجھ آزاد کا

بحر تقارب مثمن سالم – فعولن فعولن فعولن فعولن

نہ دل پاس ہوتا کلیجا تو ہوتا
بہر حال جی اپنا ٹھنڈا تو ہوتا

اگر وہ نہ آتا تو مین مرگیا تھا
جو ایسا نہوتا تو جینا تو ہوتا

نہ بچتا بلا سے جو مرتے دم آتا
اوسے دیکھکر دل یہ ٹھنڈا تو ہوتا

خیال اوسکے دل مین تو رہتا ہمارا
اگر یار پر مرتے اچھا تو ہوتا

یہ نا جو تھا غیر کا ڈر نہ آتا
اوٹھا کر نظر اوسنے دیکھا تو ہوتا

اگر جھوٹ لکھتے اوسی بید ہین سب
وہ غنچہ دہن آج گویا تو ہوتا

ردیف اسکی مرزا بہت لطف دیتی
مگر قافیہ اسکا اچھا تو ہوتا

بحر خفیف مسدس مخذوف – فاعلاتن مفاعلن فعلن

میرا بوسے کا جب سوال ہوا
ہنسکے بولے کہ پھر خیال ہوا

کب یہ اوس شوخ کو خیال ہوا
کہ نظر سے کوئی حلال ہوا

جب وہ آئے مین آپ مین نہ رہا
وصل ہی مین یہان وصال ہوا

سیر کرنے کو وہ چمن کی جب آئے
ہر شجر باغ مین نہال ہوا
مین نے اپنا کہا جو خواب او سنے
اونکو کچھ اور ہی خیال ہوا
تمہین بتلاو روتا ہون مین کیون
تمہین بتلاؤ کیا ملال ہوا

جب سنا گھر مین غیر کے وہ گئے
مجھکو حسرتؔ بڑا ملال ہوا

میری آنکھون سے وہ مہر دو ہفتہ جو گم ہو گیا
اک اندھیرا چھا گیا اور ہو کا عالم ہو گیا
کیا بگاڑا مین نے اور اوسنے بنایا کام کیا
مین جو دشمن ہو گیا اور غیر محرم ہو گیا
ہجر کی شب مین نہ وہ آئے نہ آتی ہے قضا
جان عاجز ہو گئی ہے ناک مین دم ہو گیا
کوئی چھاتی کوٹتا ہے کوئی ملتا ہے گلے
غیر کے گھر عید ہے مجھکو محرم ہو گیا
یا تو دم لیتا نہ تھا یا سانس تک آتی نہین
ضعف کے آتے ہی دل کا حوصلہ کم ہو گیا
خط تو بھیجا تھا مگر سو فکر مین ڈوبا تھا مین
نامہ بر کو دیکھکے دل اپنا خورم ہو گیا

سچ اگر پوچھو تو حسرتؔ اشوق بڑھتا ہی گیا
شعر گوئی کا ہمارا شغل کب کم ہو گیا

اونکو پرہے اب جو بن کسی کا
غضب کرتا ہے سادہ پن کسی کا
کسی کا رہتا ہے اس مین تصور
ہمارا دل ہی ہے مسکن کسی کا
اگر ہے بھی تو اپنی نفس ہی ہے
نہین ہے کوئی بھی دشمن کسی کا
مٹا دے ٹھوکرون سے اسکو ظالم
ترے کوچہ مین ہے مدفن کسی کا
کوئی ہے عشق مین لفظو نکی اندہا
جگر مین داغ ہے روشن کسی کا
کسیکی یاد مین کہدو کسی سے
کیا کرتا ہے دل شیون کسی کا

بحر رمل مثمن محذوف + فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن +

بحر ہزج مسدس محذوف + مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل

کسیکے ناز بیجا سہتے سہتے — بتو دل ہو گیا آہن کسی کا
کسیکی چیٹ پہ گر کوئی ہنسیگا — جلیگا صبر کا خرمن کسی کا

کسیکے زلف سے سودی مین مرزا
ہے پرزے پرزے پیراہن کسیکا

بحر رمل مثمن مخبون + فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

جب خبر تونے منگا نا ہی صنم چھوڑ دیا — تنگ آ کر ترے بیمار نے دم چھوڑ دیا
مین نے توریف جو کی آگیا دم مین ناصح — یار کے کوچہ کی حسرت مین ارم چھوڑ دیا
کون وہ ہے جسے تو نے نہین دیوانہ کیا — شیخ نے کعبہ تو زاہد نے حرم چھوڑ دیا
جبکہ تو نزع مین آیا نہ عیادت کو مری — آہین بھر بھر کے تری یاد مین دم چھوڑ دیا
دم بدم یا تو خط آتے تھے تمہارے مری پاس — یا مجھے تمنے صنم ایک قلم چھوڑ دیا
ہو گیا دیکھ کے خورشید فلک دیوانہ — زلف کو یار نے جب تا بقدم چھوڑ دیا

جب سے صحبت ہوئی غیرون کی وہین اے مرزا
وہ طریقہ وہ دلاسا وہ کرم چھوڑ دیا

بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف + مفعول مفاعلن فعولن

وہ کون جو ساتھ دے کسیکا — ساتھی ہے خدا ہی بیکسی کا
بولے خط پڑھ کے کیون یہ آہن — دل ہے یہ اجاڑ کیا کسی کا
کیسی اولاد کس کا گھر بار — یہ سب ہے کھیل [illegible] ہی کا
کچھ ایسی سنائین تجھ کو آہن — دل ہو گیا آج [illegible] کسیکا
آتا ہے پسینے پر پسینہ — کچھ غیر سے آج حال جی کا
جھک جاتا ہے آہین دل جگر تک — لے نام نہ کوئی عاشقی کا
پیشانی سے خال کا ہے [illegible] کشتہ — ماتھے پہ کلنک کا ہے ٹیکا

ہر چیز کو ایک دن فنا ہے | دنیا ہے مقام بیکسی کا

شکووں پہ وہ مرزا ہنسکے بولے
کچھ ذکر کرو ہنسی خوشی کا

خیال اوسکا ہی دل مین جلوہ آرا | پری کو ہمنے شیشے مین اوتارا
کیا جب تمنے ابرو کا اشارا | ہمارا ہو گیا دل پارہ پارہ
ہٹا دو آئنہ کو پاس سے تم | تغیر حال ہوتا ہے ہمارا
صنم مشتاق کوئی ادہر بھی ہو | ادہر بھی ایک ہو جائے اشارا
نہین سنتے نہین سنتے کسیکی | بتونکا ہو گیا ہی دل بھی خارا
جو مانگا بوسہ تو گردن جھکا لی | یہ در پردہ کیا اچھا اشارا
گلی کوچہ ہوا کرتا ہے پرچا | یہ شہرہ ہے ہمارا اور تمہارا
مگر مین کیا کرون جب تم نہ ہو | جدائی یار کی کب ہی گوارا

ہزارون آشنا مرزا ہوئے غرق
نہ اس دریا کا پر پایا کنارا

عجب بیدرد ہی قاتل کسیکا | کہ ٹکڑے کر دیا ہی دل کسیکا
مقابل کر تو اس بیتاب دل سے | کہ یہ سیماب بھی ہی دل کسیکا
کسیکے دیکھنے کو سینے مین روز | تڑپتا برق سا ہی دل کسیکا
اداؤ نیر کسیکے وصل کی شب | تصدق ہو رہا ہی دل کسیکا
ندیتا نجد مین مجنون کبھی جان | نظر آتا اگر محمل کسیکا
بتادون آپکی مٹھی مین کیا ہی | چرا لائے ہو صاحب دل کسیکا

بحر ہزج مسدس محذوف + مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل بحر ہزج مسدس محذوف + مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل

کوئی بیکس پھرا کرتا ہے آہین
کسیکے ہاتھ مین ہے دل کسیکا
کسی سے پاتا ہے پہلو جو خالی
پھرا آتا ہے از خود دل کسیکا
کسیکے زلف کے سودے مین مرزا
ہوا پر اوڑ رہا ہے دل کسیکا

دکھایا یار نے جسوقت جلوہ اپنی قدرت کا
گرا غش کہا کے موسی کیطرح مشتاق صورت کا
الکھا شمشاد قد کے جبکہ مین ذی وصف قامت کا
مری آنکھوں مین نقشہ پھر گیا مرزا قیامت کا
نکیون دل کھولکر روؤن نکیون آنسو بہاؤن مین
تصور میری آنکھوں مین بندھا ہے اوسکی صورت کا
ہمارا عشق نے منہ چومتے ہی گال کاٹا ہے
ملا ہے داغ ہمکو کمسنی مین اونکی الفت کا
نکیونکر ناز ہوا وسکو جو خود صورتمین یکتا ہو
تونگر کو رہا کرتا ہے نشہ اپنی دولت کا
مجھے تو اوسکے کوچہ مین پڑا رہنا خوش آتا ہے
نہ طالب ہون ارم کا مین نہ ہون مشتاق جنت کا
تمہارے لطف کے قربان اور الطاف کے صدقے
کرے یہ شکر بندہ آپکی کس کس عنایت کا
ہنسا جاتا ہے گالی سنتا ہے پھر بھی کہاتا ہے
جو عاشق ہے اوسے ہوتا نہین کچھ خوف ذلت کا
ہزاروں منتوں پہ ایک بوسہ لطف فرمایا
ٹھہرا ہے دل مین تو لگا اونسے وعدہ اونکی وصلت کا
کبھی وہ دن تھے جز میرے نہ تمسے کوئی واقف تھا
خدا کی شان اب مشتاق عالم ہے زیارت کا
اجی تم دیکھ لینا بخشدینگی سب گنہہ دم مین
بھروسا ہے مجھے محشر مین مرزا اوسکی رحمت کا

بیٹھے بٹھائے عشق کا پھر ولولا ہوا
حیرت ہے میرے دل کو الٰہی یہ کیا ہوا
پھر روز کیون بلا سے مرا سامنا نہو
کیا زلف مین ہے اونکی مرا دل پھنسا ہوا
تو بھی کبھی نہ مجھسے ملا حیف ایکدن
الفت مین تیری یار مین سب سے جدا ہوا

بحر ہزج مثمن سالم ۲ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

اوچہاجواوسنے ہاتہ لگایا تہا تیغ کا ۔ گردن مین رہگیا مرے تسمہ لگا ہوا

دل بہی مراد ہر کتاہے اللہ خیر ہو ۔ آیا نہ آج تک مرے قاصد کو کیا ہوا

اپنی شکستہ پائی کا مجہکو نہین ہے غم ۔ جاؤنگا اوسکے کوچے مین مین ٹوٹا ہوا

مرزا شرارت اونکی یہ دیکہو تو بزم مین ۔ لیتے ہین چٹکی پہلو مین کہتے ہین کیا ہوا

بحر رمل مثمن مخبون محذوف فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

حیف دلدار نے دل میرا جلایا کیسا ۔ روز شبنم کی طرح مجہکو رولایا کیسا

دونون عالم مین برا ہو ترا بدبخت عشق ۔ اس جوانی مین مرے روگ لگایا کیسا

کہینچکر آپ کے دانتونکا خیال آنکہون نے ۔ ہجر مین موتی کا دریا ہی بہایا کیسا

غیر کی بزم مین دکہلا کے دلا زلف اثر ۔ اوس پری نے مجہے دیوانہ بنایا کیسا

اپنے وعدہ پہ نہ تو آیا حبیب عہد شکن ۔ رات بہر تیرے تصور نے جگایا کیسا

بزم مین غیر کے کل گرم سنا کر باتین ۔ شمع رو تمنے مرے دل کو جلایا کیسا

ہوگیا تیری گلی سے اسے اوٹہنا دشوار ۔ تونے مرزا کو یہ نظرون سے گرایا کیسا

بحر رمل مثمن محذوف ۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

جب بہار آئی تو بلبل کو چمن یاد آگیا ۔ بیکسی مین ہمکو یار اپنا وطن یاد آگیا

کیون نہ دل ڈوبے ہمارا اوس صنم کی چاہ مین ۔ بیٹہے بیٹہے آج پہر اوسکا زقن یاد آگیا

ہجر مین اوس گلبدن کی جبکہ مین گلشن گیا ۔ دیکہکر غنچہ کو وہ غنچہ دہن یاد آگیا

کہل گئے سب زخم دل کے ہوگیا ٹکڑے جگر ۔ باغ مین ہمکو جو وہ گل پیرہن یاد آگیا

کیا کہین مرزا سفر مین جو ہوئی ایذا ہمین ۔ اک بیک دلکو ہمارے جب دکن یاد آگیا

قائل ہے صاف یار تری جلوہ گری کا
ہر سو نظر آتے ہین نگہ کی ترے گہائل
کہدیتا ہون سبحال شارونسے مین دلکا
مین مرگیا تو لاش کے بہی ساتہ نہ آیا

قربان ترے حسن پہ ہی حسن پری کا
عالم مین ہے شہرہ تری بیدادگری کا
کام آنکہون سے لیتا ہو مین پیغام بری کا
کچہ بہی ہی ٹہکانا تری اس بیخبری کا

تارون سے فزون ہین گردون ہی پہ مرزا
اوس ماہ کا ادنے یہ دوپٹہ ہی زری کا

بہر گیا گو کہ غم اندوہ سے سینا اپنا
جگہٹے روز رہا کرتے ہین غیرون کو دوان
دلمین جب اوسکا تصور ہی تو غم کا نہین ڈر
غیر جب کہتے ہین عاشق پہ کر ظلم یہ ظالم

ہے اب امید پہ دیدار کے جینا اپنا
ایک دل ہی یا اوس بت نے قرینا اپنا
ڈوبنے کا نہین دریا مین سفینا اپنا
وہ یہ کہتے ہین نہین ہی یہ قرینا اپنا

دل کے دل ہی مین چہپے رہنے دو داغ ای مرزا
سب پہ ظاہر یہ نکیجیگا خزینا اپنا

ہجر مین دل کو کب قرار آیا
کچہ نہ کچہ ہے ضرور بہید اسمین
ہای افسوس دل ہی پاس نہین
مین نے جو سر ہوا ونکے سوتے لیے لب
دیکہکر مجہکو بولا صید فگن

اسکو غش دل مین لاکہ بار آیا
سنے طلب آج وہ نگار آیا
کیا کرین نذر آج یار آیا
اونکو ان شوخیونپہ پیار آیا
خوب گہر بیٹھے یہ شکار آیا

تنزع مین مرزا دیکہنے کو حال
جو کوئی آیا اشکبار آیا

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور + مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن + بحر رمل مثمن مخبون محذوف + فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن + بحر خفیف مسدس محذوف + فاعلاتن مفاعلن فعلن +

بحر خفیف مسدس مخبون محذوف • فاعلاتن مفاعلن فعلن •

جب مرا طرحدار نکلیگا
ساتھ ہر دلِ فگار نکلیگا

وصل کا تو نگا اونسے جب اقرار
عذر ہی بار بار نکلیگا

دل سے کب جائیگا مژہ کا خیال
کب یہ پہلو سے خار نکلیگا

شیخ جی چھپتے پھریئےگا ہرسو
جب کوئی بادہ خوار نکلیگا

اپنے دیوانہ کا جو دیکھوگی چاک
پیرہن تار تار نکلیگا

ایک سیماب وش پہ مرتا ہون
دم مرا بیقرار نکلیگا

لالہ رویون کے عشق مین مرزا
دل مرا داغدار نکلیگا

بحر خفیف مسدس مخبون محذوف • فاعلاتن مفاعلن فعلن •

آج وہ ماہ میرے گھر آیا
اب ستارہ ہی راہ پر آیا

دل مرا ہاے تلملا ہی گیا
خال کا کچھ خیال گر آیا

یاد کرتے ہین میری آہ رہ کر
کچھ کچھ اب آہ مین اثر آیا

ماہ بھی اوسپہ ہوگیا صدقے
جب مرا یار بام پر آیا

کیون نہ دلکو سرور ہو میرے
آج خط لیکے نامہ بر آیا

ایسا مرزا ہوا ہے اب لاغر
کہ اجل کو نہ وہ نظر آیا

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور محذوف • مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

جس شخص کے سر مین ترا سودا نہین ہوتا
ایسا تو بشر کوئی بھی پیدا نہین ہوتا

فرقت کا تغافل کا مصیبت کا الم کا
میری تو زبان سے کبھی شکوا نہین ہوتا

مجبور ہون کوچے سے ترے جاؤن مین کیونکر
بے دیکھے ترے دل بھی تو ٹھنڈا نہین ہوتا

ہمدرد اگر مجھکو ملا ہجر مین تو یہ
غم دل کو مرے چھوڑ کے تنہا نہین ہوتا

وہ دل ہی نہین جسمین نہین آپکی الفت
ہر دم جو کیا کرتے ہین وہ قتل ہر اک کو

وہ کون ہے جو آپ پہ شیدا نہین ہوتا
یہ جانتے ہین خون کا دعوی نہین ہوتا

بیتکلے اب اوٹھ جاتے ہین مرزا سے اطبا
الفت کا جو بیمار ہے اچھا نہین ہوتا

بگڑا ہی رہا کرتا ہے نقشہ مرے دل کا
کچھ اونکو وفاؤنپہ بھی آیا نہ مرے رحم
کل شوخ نگاہون سے بنا کر مجھے بسمل
وعدہ نکیا آپنے ابتک کوئی ایفا

اب ہجر مین دشوار ہے جینا مرے دل کا
رہتا ہے لبون پر یہی شکوہ مرے دل کا
دیکھا مرے قاتل نے تڑپنا مرے دل کا
ہر وقت یہ رہتا ہے تقاضا مرے دل کا

جب فکر کیا اوٹھ گیا پہلو سے وہ مرزا
دم بھر نہ سنا بیٹھہ کے قصہ مرے دل کا

عشق اوسکا دل مین پھر پیدا ہوا
چشم کی جب یاد مین رویا ہون مین
آنکھین نرگس نے بچھا دین جب وہ آئے
چین لیتا ہی نہین دم بھر آج
جی پہ بن جاتی ہے جب آتی ہے سانس
اوسکو اپنی زندگی بھی تھی وبال

سر مین پھر اوس زلف کا سودا ہوا
نوح کا طوفان ہی برپا ہوا
پھر قد پر یار کے شیدا ہوا
یا الٰہی دل کو میرے کیا ہوا
اب ہمارا غم مین یہ نقشا ہوا
مر گیا عاشق ترا اچھا ہوا

لے گیا آکر جو دلبر دل مرا
یہ تو اسے مرزا بہت اچھا ہوا

غضب ہو گیا دل لگانا ہمارا
کہ دشمن ہوا ہے زمانہ ہمارا

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور ۔ مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن ۔ بحر رمل مسدس محذوف ۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

جو منہ سے کہا ہمنے وہ کر دکھایا ... نہ اب دل کبھی آزمانا ہمارا
اجی بھول جائیگی سب نغمہ سنجی ... سُنیگی جو بلبل ترانا ہمارا
جو سُنتے نہیں وہ تو اونکی ہین کیون ... توکل پہ ہے کارخانا ہمارا
رہا ہوکے صیاد جائین کہان اب ... قفس ہوگیا آشیانا ہمارا

پھڑک اوٹھے شاعر کیون پڑہکے مرزا
ہر اک شعر ہے عاشقانا ہمارا

محتاج ہون یارب تری رحمت کا کرم کا ... بندے کو بھروسا ہے فقط تیرے ہی دم کا
لیتا ہون کبھی بوسہ کبھی ملتا ہون آنکھین ... جب دیکھتا ہون یار ترا نقش قدم کا
مین سمجھا کہ اوگا ہی کسی مارنے یہ مین ... جب زلف تلے کان کا موتی ترا چمکا
ہم رند نہین آنیکے ہین دام مین تیرے ... ای شیخ تو دوزخ سی کسی اور کو دھمکا

کر لیتے ہین سب نظم اوسے جو آتا ہے جیمین
پہلو بھی نہین دیکھتا مرزا کوئی ذم کا

بوسے کا جب سوال کہ لب سے نکل گیا ... تیوری چڑہائی حرف کی صورت بدل گیا
کیسا تڑپ رہا تہا ابھی دیکھتے تھے آپ ... سینے پہ تمنے ہاتہ رکھا دل سنبھل گیا
چاہا تہا شیخ نے کہ پیون مئے مگر نہ پی ... پہلے تو پانون پھسلا مگر پھر سنبھل گیا

مرزا جو مین نے کام لیا اپنی فکر سے
موزونیت کے سانچے مین مضمون ڈھل گیا

ہم اگر پاتے صنم کچہ بھی شمار آپ کا ... بزم مین غیرون کے کہ لتیے نظارا آپ کا
حشر مین بھی تم سُنو اسبات کا رکھنا خیال ... فیصلہ ہونا نہین قصہ ہمارا آپ کا

ہائے جب اوس سے طلب کرتا ہوں فرماتے ہیں وہ
ہم نہیں دل دیتے اسمیں کیا اجارا آپ کا

غیر ہنستے ہیں تو آنکھوں میں اوتر آتا ہے خون
ظلم بھی ہوتا ہے تو دل کو گوارا آپ کا

بزم میں دیکھا اوٹھا کر آنکھ دل خوش ہو گیا
لیجے کافی ہو گیا اتنا سہارا آپ کا

اب تو مرزا پر ترس آتا نہیں کچھ بھی تمہیں
اندنون دل ہو گیا کیا سنگ خارا آپ کا

جس جگہ آنکھ پڑی یار کا جلوا دیکھا
ہر گلی کوچے میں دلدار کا چرچا دیکھا

اوڑ گئے ہوش مرے ہجر کے وہ پیچ پڑے
جب سے زلفوں کو پریشان ترا الجھا دیکھا

تیری الفت سے نہیں کوئی بشر بھی آزاد
مین نے جس شخص کو دیکھا ترا شیدا دیکھا

توبہ بھی کرتے ہیں اور مے بھی پیے جاتے ہیں
شیخ جی رندوں میں کل آپکا نقشا دیکھا

جسنے اے مرزا اوسے دیکھ لیا ایک نظر
خلد میں حور کا پھر اوسنے نہ چہرا دیکھا

وحشت میں کون ساتھ مرے اے جناب تھا
اک دل تھا دوسرا بھی خانہ خراب تھا

اوسے تو ناز کی کے سبب سر نہ کٹتا تھا
خنجر کے نیچے شرم سے میں آب آب تھا

دن بھر یہ مجھکو فکر رہی کیوں نہ آئے تم
پر اب کھلا کہ آپکا مجھپر عتاب تھا

وصلت کی شب بھی نکلی نہ حسرت کوئی مگر
مجھکو تمہارا خوف تھا تمکو حجاب تھا

مرزا دل اپنا ہجر میں بہلانے کے لیے
غم تھا الم تھا درد تھا اور اضطراب تھا

یہ گرم ہے اب حسن کا بازار تمہارا
ہر شخص ہے شوق سے خریدار تمہارا

روتے ہی گذرتی ہے ہمیں اپنی قسم رونا
جب سے کہ ہوا عشق ہمیں یار تمہارا

بحر رمل مثمن محذوف = فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات + بحر رمل مثمن مخبون محذوف = فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن + بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف = مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

کہدے یہ کوئی اونسے کہ صورت تو دکہا جائیے
مہمان کوئی دم کا ہے بیمار تمہارا

روز آنے کو کہ جاتی ہو لیکن نہین آتے
انکار سے بدتر ہے یہ اقرار تمہارا

مرزا کہے کس سے کوئی سنتا نہین اسکی
اب ایک زمانہ ہے طرفدار تمہارا

زلف سے آزاد اوسنے کردیا
دل مرا برباد اوسنے کردیا

وصل مین لپٹا کے سینے سے ہمین
دل ہمارا شاد اوسنے کردیا

اپنی قامت کو دکہا کر باغ مین
سرو کو آزاد اوسنے کردیا

اب مژہ کو اپنے مجنون کے لیے
نشتر فصاد اوسنے کردیا

اپنے دیوانون سے مرزا اوٹھکے
دشت کو آباد اوسنے کردیا

جو دل بغل مین مین نے تہا پالا نکل گیا
تسکین غم مین بخشنے والا نکل گیا

اچہا ہوا کہ زلف کا اب ہیان ہٹ گیا
گویا کہ میری آنکھون سے جالا نکل گیا

جب یہ سنا کہ دل مرا پامال ہوگیا
بے ساختہ زبان سے نالا نکل گیا

وہ آج دل ہی لیکے پہلو کو چیر کر
تسکین میرا بخشنے والا نکل گیا

مرزا جو دیکھتا ہے وہ کہتا ہی آکے یہ
دیوان تیرا سب سے نرالا نکل گیا

سیکہا اونہون نے جب سے ستم آسمان کا
کچہ رنگ ہی بدل گیا اونکی زبان کا

ٹہرا ہی اک ادا پہ مرے دل کا فیصلا
اوتر کا کام کچہ نہین تیر او کمان کا

غیرون سے آپ لیکے گلوری نکہائیے
اے شوخ رنگ لائیگا یہ رنگ پان کا

بحر ہزج مثمن اُخرب مکفوف مقصور • مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن • بحر رمل مسدس محذوف • فاعلاتن فاعلاتن فاعلن • بحر مضارع مُثمن اُخرب مکفوف محذوف • مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

تولے ہوئے وہ آتے ہین ابرو کی تیغ کو
اب تو خوشی سے ہاتہون اوچھلتا ہی دل مرا

اب دل ہی کا بہروسا ہی مجھکو نہ جان کا
آیا ہے نامہ جب سے مری مہربان کا

مرزا غزل یہ تمنے کہی خوب واہ واہ
کیا پیش معرکہ تہا کمین امتحان کا

تمہاری وہ محفل مین گر جائیگا
فرشتہ بہی دل تہام کر جائیگا

تسلی جو دوگے تو ٹھہریگا کچھ
وگرنہ یہ دل مُفت مرجائیگا

مین رنجیدہ ہوکر چلا تو کہا
اگر جائیگا تو کدھر جائیگا

کروگے اگر اپنے وعدے وفا
مرے دل سے فرقت کا ڈر جائیگا

صبا تو ہی جائیگی اوس تک
نہ قاصد نہ پیغام بر جائیگا

قیامت کا دن ہوگا مرزا وہی
وہ جب اوٹہکے محفل سے گہر جائیگا

ہنسی جانتے ہین رولانا ہمارا
خوش آتا ہی اونکو ستانا ہمارا

ہوا سہو بالکل بُلانا ہمارا
فقط یاد ہے بہول جانا ہمارا

خوشامد سے قاصد کی حق نے بچایا
ہوا ڈاک مین خط روانا ہمارا

بہت منتین کین کہ بہجاؤ سکو
مگر اوسنے کہنا نمانا ہمارا

ہمین ہجر مین یاد آتا ہی کیا کیا
بگڑنا تمہارا منانا ہمارا

کہے چُکتے ہین ہم نہ گہر او صاحب
بہت مختصر ہی فسانا ہمارا

نہون گے جو ہم یاد آئیگا تمکو
ستانا جلانا کڑہانا ہمارا

یہ حاصل ہوا آپ کی دوستی مین
کہ دشمن ہی سارا زمانا ہمارا

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن + بحر متقارب مثمن مقصور محذوف فعولن فعولن فعولن فعول + بحر متقارب مثمن سالم فعولن فعولن فعولن فعولن

بحر تقارب مثمن سالم + فعولن فعولن فعولن فعولن +

وہ ناوک فگن تاک کر دل یہ بولا
بچائیگا خالی نشانا ہمارا

گئے قیس و فرہاد مرزا یہان سے
زمانے مین ہی اب زمانا ہمارا

نہین دیکھا جسدن سی چہرا تمہارا
مرے سر مین ہی یار سودا تمہارا
نہ سرسبز ہون داغ دل کیمری کیون
ابھی کچھ کہو کیا ہے منظور تمکو
یہی رات دن ہی دعا حق سی میری

تصور ہی ای جان کیا کیا تمہارا
ہر اک وقت رہتا ہی چرچا تمہارا
ہی خوشرنگ دھانی دوپٹا تمہارا
سمجھتے نہین ہم اشارا تمہارا
کہین وصل ہووے ہمارا تمہارا

گلے آکے لگجا و مرزا کے پیارے
کہ ہی شاق اوسکو نہ ملنا تمہارا

غزل مستزاد + بحر رمل مثمن مخبون محذوف + فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن فاعلاتن فعلن

عشق نے مجھکو مصیبت مین گرفتار کیا
سخت ناچار کیا
دل کو پامال جگر کو مرے انگار کیا
جینا دشوار کیا
ہم یہ سمجھے تھے محبت مین سراسر ہے مزا
اسمین راحت ہی سوا
ہجر کے غم سے کسینے نہ خبردار کیا
دل نے بھی عار کیا
تم نہ چھوڑوگے اگر غیر کے گھر کا جانا
روز بیبا کانا
ایک دن زک بھی اوٹھاؤگے خبردار کیا
تمکو ہشیار کیا
کیا غضب ہے کہ کوئی غم مین تمہارے تڑپے
تم ہنسو اور نسیے
کیا گنہ اوسنے کیا تمکو اگر پیار کیا
[illegible] دلدار کیا
شعلے ہر بار نکلتے ہین مرے سینے سے
تنگ ہون جینے سے

موت سنے بھی مرے پاس آنے سے انکار کیا سب نے ناچار کیا
نیل کے داغ یہ گالون پہ قمروش کیسے جابجا پڑ ہین پڑے
کس نے لوٹے یہ مزے کس نے تمھین پیار کیا سرخ رخسار کیا
تیر اداؤن کے لگاتے ہو عبث مرزا یہ نہ تو دل ہے نہ جگر
وہ تو نذر آپ کو اول ہی مین ہی یار گیا پہ تمھین پیار کیا

(بحر مضمون مسدس مجزوف — فاعلاتن فاعلاتن فاعلن)

کیجیے آپ گو برائی خوب
ہم کرینگے مگر بھلائی خوب

بے سبب وہ نہین کشیدہ ہوئے
کی عدو نے لگا بجھائی خوب

بے طلب وہ زاب وہ آتے ہین
جذب ذولکی کی رسائی خوب

مجھکو اوٹھوا کے اپنی محفل سے
آنکھہ کل غیر سے لڑائی خوب

مرزا کہتے تھے دل نہ دینا تم
کل کی بات آج پیش آئی خوب

ادس گل سے اپنے ہونگا مین اب ہمکنار کب
آئیگی میرے باغ مین یارب بہار کب

مین تو یہ چاہتا ہون کہ نکلے نہ آہ تک
چلتا ہے میرے دل پہ مرا اختیار کب

دل یہ ہی چاہتا ہے کہ دیکھا کرون تمھین
آتا ہے مجھکو ہجر مین پیار سے قرار کب

کب دیکھیے جواب وہ خط کا لکھین ہمین
دیکھین نکلتا دل سے ہے اونکے غبار کب

مرزا یہ کوچا کرتا ہون مین دل سے اپنے روز
دیکھین تو مجھکو کرتے ہین وہ آ کے پیار کب

(بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف — مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن)

آتی ہے یاد جب تری دلبر تمام شب
روتے ہی میری کٹتی ہے اکثر تمام شب

کل کچھ چمک گیا مرا اختر تمام شب
مہمان جو رہا وہ مرے گھر تمام شب

باز آیا وصل مین بھی نہ شوخی سے اپنی ہائے
چھوڑا تو مین نے باندھ دیا یار کا مگر
مین یاد کرتے کرتے جو ابرو کی سو گیا

دل کو ملا کیا مرا دلبر تمام شب
دیکھا کیا مین خواب مین اژدر تمام شب
دل پر مرے پھرا کئے خنجر تمام شب

ریختہ

کل وصل مین بھی جان پہ مرزا بنی رہی
بگڑا رہا وہ مجھسے ستمگر تمام شب

بحر بھی

صبح کا دل مین سمایا ہی جو ڈر آپسے آپ
عشق تعلیم نہین کرتا ہے اسکی اگر
شعلہ زن ہوتی ہی جب دلمین محبت کی آگ
بیقراری نے مجھے ایسی بتادی ترکیب
تو اگر مجھسے چھپاتا ہے تو کیا ہوتا ہے
جب کبھی تیرا تصور مجھے آجاتا ہے

بیٹھا جاتا ہی مری جان جگر آپسے آپ
دل مین ہوتا ہی محبت کا اثر آپسے آپ
اشک بنجاتے ہین آنکھوں مین گہر آپسے آپ
گھر مین بیٹھا کیا کرتا ہون سفر آپسے آپ
مجھکو ہوتی ہی ترے دلکی خبر آپسے آپ
نیند اُڑ جاتی ہی اٹھہ اٹھہ کر آپسے آپ

وصل کی شب مین بھی دھڑکا ہی یہ مرزا دلمین
وہ کہین اُٹھکے چلا جائے نہ گھر آپسے آپ

مین یہ مانا ہون نہ صاحب آئین آپ
دو گھڑی کیواسطے گر آئین آپ
یہ عبث حیلہ ہے سر مین درد ہے
اور اُلجھن دل لگی ہوتی ہی وہ عندیہ
دل ہی مین پھیر رون کہتی ہین وہ
تب یہ سمجھون غیر گھر جاتے نہین

پر ہماری دل کو سمجھا جائین آپ
حال پر میرے کرم فرمائین آپ
اب مین سمجھا غیر کے گھر جائین آپ
ہمکو اے ناصح نہ اب سمجھائین آپ
اجنبی سے بھی اگر فرمائین
ہان مرے سر کی قسم گر کہہ آئین آپ

بحر مضارع اخرب مکفوف محذوف = مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن + بحر رمل مثمن مخبون محذوف = فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن + بحر رمل مسدس محذوف = فاعلاتن فاعلاتن فاعلن +

کیا ستم ہے غیر کی محفل مین وہ
ہنسکے کہتے ہین کہ مرزا جائین آہ

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

گر چھید نا ہو چھید نے دل کو نظر سے آپ — جو تو چھپا ہو پوچھیے میرے جگر سے آپ
پتا نے لگتین آنکھین ہین یہ تکتے تکتے زرد — اوجہل ہوا نکیجے ہماری نظر سے آپ
یہ بھی نہ لطف وصل کا بہولیگا مرتے دم — کرتے ہین ہم ادہر سے گلے اور ادہر سے آپ
اب سمجھے ہم کہ حسرتین پامال کرنے کو — آتی ہین روز دلمین مرے پیشتر سے آپ
اوسمین ہے داغ آپ سراسر ہین نور ہی — بہتر جمال مین ہین کہین بہی قمر سے آپ
جن غمزدون کی قتل کے سامان کرتے ہو — باندہے ہوے کفن کو وہ بیٹھے ہین سر سے آپ

حضرت کے ناز اوٹھانے کے قابل نہ وہ رہے
مرزا کو اس طرح نہ گرائین نظر سے آپ

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

مرقد پہ عاشقون کے نہ ٹھوکر لگائین آپ — جو خود مٹا ہوا ہے نہ اوسکو مٹائین آپ
غیرون کو سرمہ کی طرح آنکھو نمین دیکے جا — آنسو کی طرح سے تو نہ ہمکو گرائین آپ
آج ایک بوسہ لینے پہ کیون ہو گئے خفا — کرتے رہے معاف تو اکثر خطائین آپ
بھر کر خیال زلف کا ہم خود فراق مین — لاتے ہین اپنے سر پہ ہزارون بلائین آپ
کیا ظلم ہی کہ پہر بہی ستم ہمیہ کرتے ہین — گو دیکھتے ہین روز ہماری وفائین آپ
کر ڈالئے جو قتل تو راضی ہین ہم بدل — پر بزم مین بٹھا کے نہ ہمکو اوٹھائین آپ

چھوٹے نہ اونکی زلف تو کیون ہوتے مبتلا
ہم سر پہ مرزا لیتے ہین اپنے بلائین آپ

بدزبانی نہین ہی کام کی بات — یاد رکھیے گا یہ غلام کی بات

ردیف ت

نہین مرزا یہ اہتمام کی بات
غیر سے اوسنے لا کلام کی بات

بزم مین چپ ہا وہ پوچہ کی اسم
ہمسے اوسنے برای نام کی بات

ایک سی ایک ہی غضب صیاد
مین قفس کی کہون کہ دام کی بات

سمجھے تصویر دیکہکر ای بت
بخدا خامشی ہی کام کی بات

عرس عاشق کا دہوم دہام سے ہو
او ستمگار ہی یہ نام کی بات

دہیان پیری مین ہی جوانی کا
صبح کو یاد آئی شام کی بات

[illegible]

جو نہ ممکن تہا ہو گیا مرزا
کیا بجا تہی ہر اک امام کی بات

ردیف ت

[illegible]

یون تو ہی سب کو آشکارا پیٹ
چرخ کا ہو گیا غبارا پیٹ

عشق ذیار کی جدائی مین
خوب غم سی بہرا ہمارا پیٹ

گر بہ تدریج میرو چہ غم ہے بہت
ہو گیا زیست کا سہارا پیٹ

مین نے غم کہا کی کہا ذتیغ کی بہل
ایکدن مین بہرا دوبارا پیٹ

طامع ہوتا نہین ہی سیر کبہی
بہوکا رہتا نہین ہمارا پیٹ

تا ہے راز پیٹ سے کے اندر
چہپتے اسواسطے اتارا پیٹ

[illegible]

پیٹ کا بندہ ہو گیا مرزا
ہو گیا سب پہ آشکارا پیٹ

ردیف ث

خبر اوس یار کی لائی نہ صبا کیا باعث
ہای آتی بہی نہین مجہکو قضا کیا باعث

مین یہ مانا کہ مجہے کچہ تری الفت ہی نہین
ورد رہتا ہے مجہے نام ترا کیا باعث

ڈال دو اپنی ذرا زلف کا سایہ اسیر
اپنا ہوتا ہی نہین بخت رسا کیا باعث

بحر خفیف مسدس ، فاعلاتن مفاعلن فعلات +
بحر خفیف مسدس مخبون ، فاعلاتن مفاعلن فعلن ، بحر رمل مثمن مخبون محذوف ، فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن +

ان بتون کی تو نہین چال ہی اسمین کوئی — میری ہوتی نہین مقبول دعا کیا باعث
نے خطا قتل کیا کرتے ہو مظلومون کو — کیون بتو تمکو نہین خوف ذرا کیا باعث
اسمین بھی کوئی ہی ای بخت فلک کی سازش — بدلی رہتی ہے زمانے کی ہوا کیا باعث

ردیف — حبیب مرزا

مین نے مرزا تو کسیکو بہی نہین پیار کیا
لوگ کرتے ہین سب انگشت نما کیا باعث

ہو گیا مجھسے وہ بت بیزار آج — زلیست اپنی ہو گئی دشوار آج
ہی ہر اک بد دل سی اوسکا مشتری — حسن کا کیا گرم ہے بازار آج
دل جگر کا خون میری ہو گیا — ہوتی ہی اوس بت سے آنکھین چار آج
ہو گئی جھگڑے بکھیڑے سے نجات — لیگیا پہلو سے دل بہی یار آج

اشک امڈے آتے ہین مرزا یہ کیا
دل بھرا آتا ہے اپنا یار آج

کیون مجھسے ملاتے نہین اے جان نظر آج — کیون صید نہین کرتے ادا اونسے جگر آج
ہان قتل جو کرنا ہی تو کرڈالیے ہمکو — سرکار مین آئی ہین جھکائے ہوے سر آج
بدنام یہ کر دیتے ہین دنیا مین اکر کو — غیرون سی لڑاؤ نہ مری جان نظر آج
کیا کر دیا پامال مرا دل ہی اونہون نے — کیون سینے مین رہ رہ کی دہڑکتا ہی جگر آج
مین دلکو فدا کر کے یہ سر قدمونپہ دہر دون — آجای مرا یار مرے گھر مین اگر آج

مرزا انہین اب جان کے بچنے کی ہے امید
ہوتی ہے گھڑی بھر کی ایک ایک پہر آج

کیجے نہ ذکر غیر کا محفل مین یار آج — دیجے نہ داغ دل کو مری بار بار آج

بحر رمل مسدس محذوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف ۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن ۔ بحر خفیف مسدس مخبون محذوف ۔ فاعلاتن مفاعلن فعلن ۔ بحر ہزج مسدس محذوف ۔ مفاعیلن مفاعیلن فعولن

دل بیقرار ادہر ادہر ہے جگر مین درد — لایا کسی کا رنگ یہ اب انتظار آج
رہ رہ کے وہ لگاتی ہین ناوک نگاہ کے — ہوتا ہے اونکو دل ہی ہمارا شکار آج
سنکے مرے نالے منگاتے ہین وہ خبر — حاصل ہوا ہی کوچہ مین اوسکے وقار آج
منہ مین کلیجہ آگیا آنکھون مین جان ہائے — کھینچی جو آہ سینے سے نے اختیار آج
بلبل نے چہچہے کیے گل کہلگئے تمام — وہ آیا کیا کہ باغ مین آئی بہار آج

مرزا نظر ملا کے وہ کام اپنا کر گئے
ناوک صنم کا ہو گیا سینے کے پار آج

کیون یہ اے دل ہے بیقراری آج — کسکی تجھکو ہے انتظاری آج
اونکی محفل مین پھر گیے ہین غیر — قدر ہوتی ہے کب ہماری آج
جون جون دیتا ہے ناصحا تسکین — بڑہتی جاتی ہے اضطراری آج
کسی پہلو نہین قرار آتا — مار ڈالیگی بیقراری آج

ردیف

پھر کسیکے خیال مین مرزا
ہو گیا تمپہ ضعف طاری آج

جو کہو لاگیسوؤن کا اوسنے ہر پیچ — رہا دل مین مرے آٹھون پہر پیچ
کہان سے آتے ہو اے شیخ جی آج — نہ پگڑی ہے نہ عمامہ نہ سر پیچ
اجی کہتے ہو کچھ تم کرتے ہو کچھ — تمہاری بات مین ہے کسقدر پیچ
لکھو نگا زلف کی اونکی جو تعریف — پڑینگے اسمین بیشک نامہ بر پیچ

غزل تم دیکھہ لو مرزا کی پڑھکے
نہین مضمون مین ہے بال بھر پیچ

ردیف | دال ہندی

مرزا خیال خال کا مجموعہ مغتنم ❖
کرجائیگا دہفر یہ سفر دو گہڑی کے بعد

حسن پر چاہیے نہ یار گھمنڈ
یہ کہان یہ چمن کہان یہ بہار
تمہین سمجہو بجا ہے یا بیجا
وہ تو ظالم ہے ظلم کا بانی

پیار سے کہو دیگا سنت بہار گہمنڈ
چار دن کرلے ای ہزار گہمنڈ
اپنے عاشق سی ای نگار گہمنڈ
کرون کسکی وفا یہ یار گہمنڈ

سچ ہی نظر و نمین خلق کی مرزا
کہ کہٹکتا ہے خار خار گھمنڈ

ردیف | رے مہملہ

تم مسل ڈالوگے دلکو جو پریرو ہوکر
خال کی یاد مرے دلمین رہی مدت تک
اوس چہلاوے کو مین تسخیر کرون کس ڈہب سے
مرکے بہی لیلی کے ناقہ کے تجسس مین مدام

جان اوڑ جائیگی قالب سی مرے بو ہوکر
حیف کس طرح رہا کعبے مین ہندو ہوکر
وہ تو سائے سے بہی رم کرتا ہی آہو ہوکر
پہرتا ہی قیس کا دل نجد مین آہو ہوکر

سرخرو کردیا مرزا جو مجہے دیکے اوگال
اوٹہگئے بزم سے اغیار سیہ رو ہوکر

روشن مرا یہ حال ہی ساری جہان پر
سب آفرین کہتے ہین ہندوستان پر
گرو ہون مین حسد کا سامان ہوگیا
بس اب اوترہی آؤ مرجان بام سے
دل تہام تہام لینگے فلک پر ملائکہ

سر پہوڑتے ہین ہم تو ترے آستان پر
ہی ناز اونکا جا سے اس آردو زبان پر
پہونچے زمین شعر کی جب آسمان پر
محجوب ہو رہا ہے قمر آسمان پر
نالہ ہمارا جائیگا جب آسمان پر

بحر خفیف مسدس مخذوف + فاعلاتن مفاعلن فعلن +
بحر رمل مثمن مخذوف + فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن +
بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف + مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

عاشق تمہارا ہو کے کرون وصف حور کا
آنکھون مین شکل پہرتی ہے دلمین خیال ہے
گر کچھ ادہر سنا تو ادہر سے اوڑا دیا
کیا تم ہی مجھکو یاد کروگے نہ دل دیا

بس مرحبا ہے آپکے ایسے گمان پر
ہر روز نام تیرا ہے میری زبان پر
رکھتے نہین ہین کان مری داستان پر
لو آج کھیلے جاتے ہین ہم اپنی جان پر

مرزا تو ہے جہان مین قائل نصیب کا
الزام مفت دہرتے ہین لوگ آسمان پر

غیرون سے تو کہانی وہ سنتے ہین رات بہر
محفل سے کیون اوٹھاتی ہو تم مجھ غریب کو
تا اور کوئی حیلہ جو ایسا نہ وہ کرے

رکھتے نہین وہ کان مری داستان پر
کرتا ہے ایسا ظلم کوئی میہمان پر
قاصد تو نامہ دیجیو اوسکو مکان پر

مرزا وہ رخ کو زلف سے لیتے ہین جب چھپا
سو آفتین گذرتی ہین اس ایک جان پر

آنکھون سے گر رہے ہین آنسو شراب ہوکر
کب دل کی آرزوئین بر آئینگی خدایا
جب بیٹھتا ہون اونکی زلفونکی دہیان مین
رونے پہ مین جو آؤن ہر قطرہ ہو سمندر
الفت مین ان بتون کے حاصل ہوا یہ مجھکو

سینے مین دل جلا ہے میرا کباب ہوکر
وہ بت ملیگا مجھسے کب بیحجاب ہوکر
اوٹھتا ہے درد دلمین اک پیچ و تاب ہوکر
کیا ہمسری کریگا دریا حباب ہوکر
مٹی مین مل گیا دل خانہ خراب ہوکر

یہ میرے مہروش کے رخ کا ہے عکس مرزا
گردون پہ ہے چمکتا جو آفتاب ہوکر

بوسہ رخسار کا عطا کر
وعدہ اُو ہو وفا کر

فُرقت کی آگ نے دل اپنا
دیکھو تو فلک کی بدشعاری
آپس مین لڑائینگے یہ مینڈھے
بوسہ دینگے لبون کا للّلہ
اچھا اچھا بجا سے ٹینگے ہم

مٹی مین ملا دیا جلا کر
ہنستا ہی ہمین رُولا رُولا کر
غیرون کو نہ اپنا آشنا کر
بیمار کی اپنے تو دوا کر
کہتے ہین وہ ہمسے مسکرا کر

ردیف ض

گر شوق ہی شاعری کا مرزا
اپنی غزلین تو خود پڑہا کر

ردیف ے

ہوتا تھا یون تو روز ہی اغیار سے بگاڑ
اسمین سر آبلون ہی کی ہوینگے دیکھنا
اب اسکی خیریت نظر آتی نہین مجھے
دل سے اگر نہ جھڑکیان دی بات بات پر

لو آج ہمسے ہو گیا اور یار سے بگاڑ
تلودن سے ہی جنون مین اور خار سی بگاڑ
ہی دل سے اور یار کی تلوار سے بگاڑ
سودے مین گر نہ مفت خریدار سے بگاڑ

ردیف ط

ہم حال تمسے کیا کہین مرزا وصال مین
غیرت سے مرگئے جو ہوا یار سے بگاڑ

ردیف ع

رہتا ہی مرے حال پہ وہ کب منتظر انداز
کوئی بہی آ داظلم سی خالی نہین پائی
غارت کیا اوس شخص کو دیکھا جسے مڑکر
اب تو وہ بپا کرتے ہین ہر گام پہ سو فتنے

ہے ضبط کے خرمن مین وہ کافر شرر انداز
دیکھا کیا اوس یار کا مین رات بہر انداز
آفت ہی قیامت ہی ترا فتنہ گر انداز
کب چال مین تہا یار کی یہ بیشتر انداز

انداز سے پہچانین جو انداز کسی کا
ای مرزا حسینون مین کہان اسقدر انداز

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف [illegible] مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن [illegible]

اشتعال لگ مین عدو کے نہ تم آنا ہرگز
بزم مین شمع کی صورت نہ جلانا ہرگز

اونسے جب وصل کو کہتا ہون تو فرماتے ہین
ایسی باتون کو تم اب لب پہ نہ لانا ہرگز

ہجر مین سیکڑون آئینگی بلائین سر پر
رخ دکھا کر مجھے کاکل نہ دکھانا ہرگز

آج جی بھر کے تو کر لینے دو پیار ای پیارے
روز لازم نہین عاشق سے بہانا ہرگز

حال فرقت کا جو کہتا ہون تو فرماتے ہین
نہین سنتے نہین سنتے یہ فسانا ہرگز

غیر سے آپ سے ہوتی ہین کئی کیا باتین
حال دل کا نہ کبھی ہمسے چھپانا ہرگز

ردیف — سین مہملہ

خوب واقف ہو حسینون کی جفا سے مرزا
ایسے دل کو نہ لگانا نہ لگانا ہرگز

یار آیا نہ ایک بار افسوس
ہای افسوس صد ہزار افسوس

عمر بھر کھینچا انتظار افسوس
پر نہ آیا وہ گلعذار افسوس

جب وہ جانے لگے مین وہی پایا
نہ رہا دل پہ اختیار افسوس

کب وہ کاٹے کا میرا تیغ سے سر
یار پر ہونگا کب نثار افسوس

بزم مین اونکی ترچھی نظرون سے
ہو گیا دل مرا شکار افسوس

کس پہ کس پر لگائین ہم مرہم
دلمین ہین داغ بیشمار افسوس

جان دیدی نہ اوسکے سامنے کیون
یہی آتا ہے بار بار افسوس

ردیف — سین مہملہ

اپنے مرزا کا غیر دیکھے حال
تمکو آتا نہین ہے پیار افسوس

لکھون مین خط مین وسکو کہ آپ کے غم تراش
لادے جو ای صبا مجھے کاغذ قلم تراش

کیون تیغ کھینچتے ہو مری جان میان سے
مجھ زار کی ہی قتل کو کافی قلم تراش

مدت کے بعد دن یہ ہوا ہی صنم نصیب	وہ جام دے کہ پیتے ہی ہو جائے غم تراش
جی بہر کے غم بھی کہانے نہین دیتا ہی مجہے	واللہ چرخ بھی ہی یہ کیسا شکم تراش

مرزا غزل کے لکہنے مین عجلت نہین ہی خوب
مضمون پہلے سوچ لے پہر تو قلم تراش

دل مین کرتے مین اوس صنم کی تلاش	کعبہ مین ہوتی ہے حرم کی تلاش
جستجو یار کے کمر کی نکر	جان سے لیتی ہی عدم کی تلاش
مانگا کرتا ہون ضبط مین دن رات	ہوا کرتی ہی وان ستم کی تلاش
آ کے سلے ہی گئے وہ سینے سی دل	آپ نے دیکہہ لی صنم کی تلاش

ولہ بیت

ڈہونڈہی لایا اونکی زلف سی دل
تیری مرزا ہی کس ستم کی تلاش

بحر خفیف مسدس مخبون + فاعلاتن مفاعلن فعلن + بحر خفیف مسدس مخبون + فاعلاتن مفاعلن فعلن

زلف پر مبتلا ہے کوئی شخص	آفتون مین گہرا ہے کوئی شخص
رو رہا ہے کوئی کہڑا در پر	بام پر ہنس رہا ہے کوئی شخص
شوق سے دل مین آئیے میرے	یان نہین دوسرا ہی کوئی شخص
دل مین بیٹہا ہوا ہمارے آج	چٹکیان لے رہا ہے کوئی شخص
تو نہ دیکہین گے آنکہہ اوٹہا کر ہم	شرم سے کیون چہپا ہی کوئی شخص
کہدے کوئی کسی سے یہ جا کر	آج دم توڑتا ہے کوئی شخص

نہین مرزا تباہ غم مین شریک
کہ کسی کا ہوا ہے کوئی شخص

ملتا نہین کسی سے کوئی یار بےغرض	کرتا نہین کسیکو کوئی پیار بےغرض

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف — مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

کیون آج گالیان دئے جاتے ہو تم مجھے
بے وجہ بے سبب اجی بیکار بیغرض

دل اسکا بھی کسی نکسی مبت پہ آگیا
پہنا نہین ہے شیخ نے زنار بیغرض

شیخ ہے صنم کے ساتھ مین دم بھر دلائے گو
دشمن ہین ہین غرض سے تو دو چار بیغرض

ردیف ض — مقطع

مرزا زمانے مین جو زمانہ چشیدہ ہے
کرتا ہے سب پہ لطف وہ ہر بار بیغرض

بحر ایضاً

مین بھیجتا ہون اوسکو پیا پے سحر سے خط
افسوس اِک بھی نہین آیا اودہر سے خط

قاصد لکھا ہی مین نقاہت کا اسمین حال
ایسا نہو کہ گر کہین جائے کمر سے خط

اونکے حنائی ہاتھونکی آتی ہے یاد جب
اپنے لہو سے لکھتے ہین ہم نیشتر سے خط

بیوجہ ہاتھ ملتے نہین آرہا ہے وہ
شاید کہ کہو گیا ہے مرا نامہ بر سے خط

حرف اوس سے سرگرانی کے شاید نہین اوٹھے
اسواسطے گرادیا اوسنے نظر سے خط

سیماب کی طرح سے تڑپتا ہے دل مرا
اوسکا ہٹا جو دیتے ہین ہم سینے پر سے خط

ردیف ط — مقطع

مرزا یہ ہے یقین لکھے وہ جواب بھی
گر یار میرا دیکھ لے اپنی نظر سے خط

بحر ایضاً — شمع

محفل مین لائیے نہ مری بار بار شمع
روتی ہے اور جلتی ہے کہ یہ زار زار شمع

گو سر پہ آگ رکھکے قسم کھا ہزار شمع
مین بزم مین کہونگا یہی لاکھ بار شمع

عاشق کی کچھ خطا نہین معشوق کا ہے ظلم
پروانہ بے قصور ہے تقصیر وار شمع

پُر داغ دلمین شعلہ رخونکا خیال ہے
روشن ہین اک مکانمین میرے ہزار شمع

کیا اسکو شعلہ رویون کی صحبت نہین پسند
کیون چھپکے چھپکے جلتی ہے محفل مین یار شمع

ذرہ کی آفتاب سے نسبت ہے کیا بہلا
ہین میرے ماہ پہ تصدق ہزار شمع

پروانے کیون نہ صدقے ہون پہر کے بزم مین
دکہلا رہی ہے حسن کی اپنی بہار شمع

مرزا ذلیل ہوتی کسی بزم مین نہ یہ
پروانہ کو جلاتی نہ گر بار بار شمع

بحر رمل مثمن مقصور + فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات +

ڈہونڈے ای موت قاتل کی خبر سے اطلاع
کر رہی ہے خود نظر اوسکی نظر سے اطلاع

ہاتہ گردن مین حمائل کر کے بولے پیار سے
مجہکو تم بیتد کر دینا سحر سے اطلاع

چہٹ گئین نبضین تری عاشق کی سنتا دلربا
ہاے کر دے کوئی اوسکو اس خبر سے اطلاع

دیکہہ نامہ گر نہ اے کیونکہ ہے تقدیر بد
پہر مین کرتا ہون تجہے قاصد کدہر سے اطلاع

آج آنے کو لکہا ہے یار نے خط مین مرے
ہو نہ دشمن کو الٰہی اس خبر سے اطلاع

مجہکو محفل سے اوٹہانے کو لیے صاحب یہ ظلم
غیر کو کرتے ہو دزدیدہ نظر سے اطلاع

اپنے گیسو کا تو اوسنے حال لکہا موبمو
دل کے پہنسنے کی نکی کچہ نامہ بر سے اطلاع

بیت — منقبت

کیا کہون مرزا کہ جو مجہکو خوشی حاصل ہوئی
اونکے آنے کی ہوئی جب نامہ بر سے اطلاع

بحر رمل مسدس محذوف + فاعلاتن فاعلاتن فاعلن +

کسنے میری طرح سے ہین کہائے داغ
کون روتا ہے یہ کہکر ہائے داغ

اونکی زلفون سے اولجہ پڑتا ہے روز
ایکدن دل بہی نہ یہ دیجائے داغ

کہتے ہین تمکو نہ تہی الفت اگر
کس لیے چہلون کے میری کہائے داغ

پہر کہین انسان بچتا ہے بہلا
توبہ توبہ گر کہین بڑہجائے داغ

ہوگیا طاؤس کی ہمشکل دل
اسقدر فرقت مین ترے کہائے داغ

بہونکدے دل کو نہ وا ہیدا اگر
اک ذرہ سی بہی جگہ گر پائے داغ

آپ پہلو سے نہ مرزا کے اوٹہین
گر عدو کہتا ہے اے گل کہائے داغ

دیکھتا ہون جب اوٹھا کر انگلنہ چلمن کی طرف
پھیر کر منہ بیٹھ جاتے ہین وہ دشمن کی طرف

گل صفت غنچہ کھلا جاتا ہے اونکو دیکھکر
جبکہ جاتے ہین بہار آسا وہ گلشن کی طرف

بیوفائی اسکو کہتے ہین مری مرنے کے بعد
بھول کر بھی وہ نہین آتے ہین مدفن کی طرف

واہ کیا آئی ہے اکی دھوم سے رندو بہار
بلبلون کو جا رہے ہین جھنڈ گلشن کی طرف

بیٹھ جاتی ہین کلیجہ تھام کر عاشق مزاج
وہ اودھر کے دیکھتے ہین جبکہ جوبن کی طرف

تو سنو اب دل بھی میرا اوسکی سی کہنے لگا
اک زمانہ ہو گیا اوس ناوک افگن کی طرف

قتل ہی کرنا مرا منظور ہوتا گر او نہین
پھیر لیتے وہ نگاہ ہو نکو نہ دشمن کی طرف

موت کے آنی سے ہم جاتے ہین خوش غیر ونکی گھر
کوئی جاتا ہے خوشی سی اپنے دشمن کی طرف

بیت — منتخب

جیب تو آتے ہی وحشت چاک کر ڈالی تمام
ہاتھ اب جانے لگا مرزا کا دامن کی طرف

میرے ذلت کی ابتدا ہی عشق
جان جانیکی انتہا ہی عشق

مجھکو اب خضر کی نہین حاجت
میرا صحرا مین رہنما ہی عشق

اسکے سایہ سے چاہیے پرہیز
قہر ہے فتنہ ہے بلا ہی عشق

اسنے لاکھون کو کر دیا ہی تباہ
ملک الموت سی سوا ہی عشق

چین لیتا نہین کسی پہلو
جب سے اس دلکو ہو گیا ہی عشق

بیت — منتخب

اسکے زخمی کو خواب مین نہین چین
سچ ہے مرزا بہت برا ہی عشق

مین کہون غم کا ماجرا کب تک
وہ سنیگا مری بھلا کب تک

جان ہوتی نہین فنا کب تک
دیکھیں آتی نہین قضا کب تک

بحر رمل مثمن مقصور + فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

بحر خفیف مسدس مخبون + فاعلاتن مفاعلن فعلن + بحر ایضاً

کبھی ایفا کروگے بھی صاحب
جھوٹے وعدے یہ بارہا کب تک

غیر بیٹھین تمہارے پہلو مین
ظلم ہم پر یہ دلربا کب تک

ملکے مین مدعی سے پوچھونگا
وہ چھپائینگے مدعا کب تک

آنکھین کب تک لڑینگی غیروں سے
ظلم ہوگا یہ برملا کب تک

زلف مین جاکی نہین گیا ہے دل
دیکھیے چھوٹے یہ بلا کب تک

کب عیادت کو میری آوگے تم
ہوگا سامان موت کا کب تک

آج مین یہ بھی جاکے پوچھونگا
دلکو رکھوگے مبتلا کب تک

اپنے عاشق سے تم ہنسو تو لو
منہ چھپاؤگے دلربا کب تک

مرزا مرزا انکار کرتے ہین
مین جواب انکو دون بھلا کب تک

نالون سے کانپتے ہین ہمارے ملک تلک
جھنڈے گڑے ہوئے ہین اب اسکے فلک تلک

کیا ظلم ہے کہ غیر سے ہنستے ہین ہر گھڑی
مشتاق کو دکھاتے نہین ہین جھلک تلک

وہ دن گئے کہ سوتے تھے جب گھر مین چین سے
اب تو نہین جھپکتی ہے مرزا پلک تلک

ردیف کاف فارسی

بدلے اگر ہمارا یہ دل داغدار رنگ
اک رنگ مین حضور ہون پیدا ہزار رنگ

پانی ہی پانی اُبلے گا اوس دم زمین سے
یہ آسمان بدلے گا جس وقت یار رنگ

مرنے کے بعد بھی یہی آنکھونکا حال ہے
اب دیکھیے دکھائے یہ کیا انتظار رنگ

اوٹھتا ہے گاہ بیٹھتا ہے گاہ دشت مین
دکھلا رہا ہے اپنا عجب ہی غبار رنگ

بلبل کیطرح پھر نہ دل اپنا ہو کیون نثار
رخسار کا تمہارے ہے کیا پُر بہار رنگ

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن + بحر ایضاً

آنکھون سے کچھ آنے لگے اشک خون کے
اب لا یا چاہتا ہے مرا انتظار رنگ

سیچا ہے باغبان نے بلبل کے خون سے
مرزا اسی سے گل مین ہین پیدا ہزار رنگ

بحر ہزج مسدس مقصور مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل

وہ جب کہتے ہین ترا کیا ہوا دل
مین کہدیتا ہون صاحب گیا دل

پہر اونکا ظلم پر مائل ہوا دل
مزا ہے تجہکو او درد آشنا دل

خدا جانے کہان لیجا کے پہینکا
کہ ملتا ہی نہین مجہکو مرا دل

کیا کرتا ہے دل زلفون کا تصور
بلا کے پیچ مین ہے آگیا دل

کلیجہ منہ کو آتا ہے مرا آہ
ارے ظالم نہ مٹھی مین دبا دل

اگر یہ جانتا ہوگا نہ اپنا
بدل لیتا خدا سے دوسرا دل

جگر درکار ہو تمکو تو لیجاؤ
مین لاؤن اب کہان سے دوسرا دل

نہ لوگے گر تو پہر پچہتاؤگے تم
بناؤگے تم ایسا باوفا دل

خوشی سے مین تو دیتا تہا خود اونکو
چہرا کر لیگئے ناحق مرا دل

پڑے ہین سر منڈاتے اسیر او
کہ اونکی زلف چہوتے ہی مواد دل

کیا کرتا ہے زلفونکا تصور
کہان جا کر ترا مرزا اپنسا دل

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

تم کیا کروگے لیکے مرا اے نگار دل
آوارہ دل غم آشنا دل بیقرار دل

مین نے چہپا کے رکہا تہا سینے مین گو اوسے
اوسنے نظر سے کر لیا میرا شکار دل

اوسدم ہی ذرے بنکے یہ پارا سا تڑپیگا
مٹی مین گر ملاؤگے یہ بیقرار دل

کیا جانے اوسنے کیا کیا لیجا کے مجہسے ہاے
مونس ہمارا رفیق مرا غمگسار دل

جس گلبدن سے مجھکو محبت ہے ای صبا
قربان ہین نثار ہین اوسپر ہزار دل

سمجھاؤن کس کو اور نصیحت کیسے کرون
سنتا نہین ہے بات مری زینہار دل

جو کہدیا وہ کر ہی کے اوسنے دکھا دیا
وہ ہے مرا رفیق مرا غمگسار دل

مین دیکھتا ہون صنعتین اسمین جہان کی
بیشک یہ اپنا صاف ہے آئینہ وار دل

تم سبکو خاک ہی مین ملا دوگے کھیل کر
لاؤن اگر مین روز بنا کر ہزار دل

مرزا تم اسکو چھوڑ نہ جانا جہان مین
لیگا کوئی حسین نہ یہ داغدار دل

بحر رمل مسدس محذوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

گلبدن کے غم مین گل کھاتے ہین ہم
دل لگانے کا یہ پھل پاتے ہین ہم

حسرتین چھا جاتی ہین اغیار پر
آئینہ جب اونکو دکھلاتے ہین ہم

بیقراری دل مین جب کرتی ہی گھر
ضبط کہتا ہے کہ ہٹ جاتے ہین ہم

کسکو دیکھین ہم حقارت سے بھلا
سب سے کم اپنے کو پاتے ہین ہم

وصل کا رہتا ہے دل مین شوق جب
غمسے گھٹتے گھٹتے گھٹ جاتے ہین ہم

ناز کرتے ہین سکندر کی طرح
آئینہ دل کا جو دکھلاتے ہین ہم

لیجیے اب غیر سے کیجے مذاق
بزم سے صاحب اٹھے جاتے ہین ہم

دوستو یہ لاغری کا حال ہے
سانس آنے سے مرے جاتے ہین ہم

چشم پوشی کرتے ہین جسوقت وہ
دل لگا کر سخت پچھتاتے ہین ہم

نزع مین بھی دیکھنے آئے نہ وہ
دل کی دل ہی مین لیے جاتے ہین ہم

دل مین مرزا جبکہ وحشت آتی ہی
ہوش کہتا ہی کہ اب جاتے ہین ہم

بحر خفیف مسدس مخبون محذوف فاعلاتن مفاعلن فعلن

دیکھیں ابرو کے پہلے جو ہم ہم — نذر پھر آپ کو کریں سر ہم
آنکھ جب پھیری میرے ساقی نے — ہو گئی بزم درہم اور برہم
چارہ گر بڑھتا ہی تو بڑھنے دے — نہ لگا میرے زخم پر مرہم
جب وہ آئینگے غیر کے ہمراہ — جہان سے جائینگے مقرر ہم
جو سزا دل میں آئے دیجیے گا — شکوہ حضرت کا اب کریں گر ہم
در پہ رہتا ہے دشمنوں کا ہجوم — یار سے اب ملینگے کیونکر ہم

جب کبھی مرزا اونکا ذکر آیا
ہو گئے بیقرار مضطر ہم

بحر رمل مثمن محذوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

زلف سے کے رخ کے تصور میں ہیں دن رات ہم — ایک جا دکھلا دیے ہیں نور اور ظلمات ہم
ہمدمو تمسے کہیں الفت کے کیا حالات ہم — ہجر کے اونکے اوٹھاتے ہیں بہت صدمات ہم
آپکے سر کی قسم بوسہ نہیں لینگے صنم — کان ادہر لاؤ تو کہدیں اک کی وہ بات ہم
بوسے اک دو ماہ میں ایماہ دینا چاہیے — مانگتے ہیں حسن کی تمسے ابھی خیرات ہم
غیر کو جاتے ہی ہمنے بزم سے اوٹھوا دیا — ہاتھ لانا یار کیوں کر آؤ ہیں کیا بات ہم
تا نہ چھٹنے پائے نقشہ غیر کا ہرگز کبھی — اسلیے پھرتے ہیں اونکے کوچہ میں دن رات ہم
آہ کیا تم پوچھتے ہو حال فرقت کا صنم — کل تو مچھلی کی طرح تڑپے ہیں ساری رات ہم
بوسے عارض کے اگر دل دیکے کرتے ہیں طلب — پاتے ہیں اوسکے صلہ میں یار سے صلوات ہم

عشق میں مرزا خدائی ہیچ آتی ہے نظر
محو رہتے ہیں بتوں کی یاد میں دن رات ہم

قاصد تو اوس سے کہیو یہی ماجرا تمام — عاشق تڑپ تڑپ کے ترا ہو گیا تمام

وہ غم یہ غم اوٹھائے ہین اوس گل کے عشق مین
داغون سے بہر گیا ہی یہ سینہ مرا تمام

تو آج اوسنے دل کو بہی کر ڈالا ہی سے پید
جہگڑا ہوا تمام بکہیڑا ہوا تمام

سُنتے ہی سُتے وصل کی شب گیا وہ شوخ
قصہ الم کا اپنے رہا ہاے ناتمام

ہرگز کسی سے دل کو نہ اپنے لگا ناتم
مرزا جہان مین ہین صنم بیوفا تمام

جب زیادہ ہاے گہبراتے ہین ہم
اپنے دل کو آپ سمجہاتے ہین ہم

تم نہ گر آؤ تصور ہی سہی دو
دل نہین لگتا ہی غم گہبراتے ہین ہم

یاد آتی ہی گر اوسکے ہجر مین
تہام کر دل اپنا رہجاتے ہین ہم

ڈہونڈتا پہرتا ہون دلبر کو مگر ملتا نہین
کیا کدورت ہی جو وہ دل کہولکر ملتا نہین

کونسی جا ہی کہ جس جا یار کا جلوہ نہین
پر یہ حیرت ہی کہ وہ آنکہون پہر ملتا نہین

ہے کہان پر کس سے پوچہون اوسکے کوچہ کا پتہ
نام کو بہی راستے مین رہگذر ملتا نہین

ضبط سے بیمار کہتا نہ کہ کام لون مین ہجر
آدمی ہون مجہکو پتہر کا جگر ملتا نہین

نیک صورت نیک سیرت نیک ذات اور نیکخو
اس زمانہ مین تو اب ایسا بشر ملتا نہین

کس سے مین شکوہ کرون کسکو سناؤن غم کا حال
اے فلک مجبور ہون مین وہ قمر ملتا نہین

ہجر کی ایذا اوٹہاؤگے تو ہوگا وصل بہی
بے مشقت اس زمانے مین تو زر ملتا نہین

کسطرف ڈہونڈون کہان جاؤن مین شدرہ ہوا
چلدیا دل لیکے وہ کافر کدہر ملتا نہین

کس ادا سے دلکو مرزا کے چرا کر لے گیا
دیکہتا ہون ہر طرف وہ مفت بر ملتا نہین

..

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

بحر رمل مثمن محذوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بھری جو شیشے سی اوسنے شراب شیشے مین
ہوا طلوع غروب آفتاب شیشے مین

خیال یار کا دل سی کبھی نہین جاتا
پری کو ہمنے اوتارا جناب شیشے مین

تمام بزم ہے ابتر بغیر ساقی کے
لہو کیطرح ہی مجھکو شراب شیشے مین

یہ آج شیخ کو کیا ہو گیا ہے دیکھو تو
بغل مین شیشہ ہے وان شراب شیشے مین

بس اور اب نہ پینگے نہ ہم پلا ئینگے
ہے ختم آپ کا میرا حساب شیشے مین

یہ پہلے قول تو کیجے کہ ہم پئینگے ضرور
پھر آپ ہاتھ لگائین جناب شیشے مین

نہ دل مین لائیے فرزا کبھی خیال برا
شراب رکھیے نہ ہرگز خراب شیشے مین

سب میرے چرچے کرتے ہین اُن ہی مکان مین
ہم دلکو دیکے ہوگئے رسوا جہان مین

ہان کام اپنے لیجیے ابرو سے تیغ کا
کیون دیر کر رہے ہو مری امتحان مین

بیحد ہین میرے دلمین تمنائین حسرتین
مہمان جمع رہتے ہین صدہا مکان مین

اب کیا رہا ہے جانکے جانے مین تھا صدا
لکنت تلک تو آگئی اپنی زبان مین

ایسا گھلا ہین یاد مین فرقت کی یار کے
باقی نہین ہے مغز مری استخوان مین

ایسا وہ بت بنا ہے کہ ہوتا ہی یہ خیال
گویا زبان ہی نہین اوسکے دہان مین

فرزا ایمان وہ کاہے کو آنے لگا صنم
جس کا خیال تک نہین آتا گمان مین

جب وہ غیرون کا نام لیتے ہین
ہم کلیجے کو تھام لیتے ہین

دل لگانے کا اپنے عاشق سے
آج وہ انتقام لیتے ہین

جان اکثر وہ چھوڑ دیتے ہی ہین
دل تو وہ لا کلام لیتے ہین

بحر خفیف مسدس مخبون + فاعلاتن مفاعلن فعلن +

بے بلائے وہ آتے ہین گر ہم — جذب سے دل کو کام لیتے ہین
آپ ہی کا ہتو خدا کی قسم — ذکر کرتے ہین نام لیتے ہین

شیخ بھی میکدہ مین ای مرزا
مغبچون کا سلام لیتے ہین

بحر ایضاً

رخ مین کاکل مین کچھ کلام نہین — کونسا دن ہے جسکی شام نہین
غیر سے بڑھ گئی ہے ایسی رسم — ہمسے نامہ نہین پیام نہین
دوسرا ہاتھ بھی لگا او ترک — کام اپنا ہوا تمام نہین
دلمین جو آتا ہے وہ بکتے ہین — غیر کے منہ مین کچھ لگام نہین
سچ ہے دنیا تو ہے فنا کا مقام — زندگی کا یہان قیام نہین
ترے عاشق کی اب حالت ہے — صبح گر بچ گیا تو شام نہین

جو کہ اچھے ہین اچھا کہتے ہین
مرزا اچھا مرا کلام نہین

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف + مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن +

دلسے چھٹے جو عشق یہ امکان ہی نہین — ناصح کی بات سننے کو یان کان ہی نہین
اللہ نے یہی تو ہے جوہر عطا کیا — جسمین نہین ہے انس وہ انسان ہی نہین
پیری مین کیا شباب کی حالت کہون رفیق — وہ ولولہ وہ جوش وہ ارمان ہی نہین
یہ بھی ہے چال اونکی جو وہ پوچھتے ہین حال — سب جانتے ہین ایسے کچھ انجان ہی نہین
دونو طرف سے اونکی بن آئی ہے آجکل — دل بھی مرا نثار ہے کچھ جان ہی نہین
رندون کو ساتھ پیتے ہو چھپ چھپکے روز مرہ — ای شیخ جی تمہارا کچھ ایمان ہی نہین
کیون آج جھینپے جاتی ہو تم بات بات پر — گر تم ہوئے رقیب کے مہمان ہی نہین

دیکھو بہی اوسکی قدرتین سنتے ہو گر حدیث — آنکھین بہی دسنے دی ہین فقط کان ہی نہین

مرزا کسیکی زلف بہی آشفتہ حال ہے
کچھ دل اکیلا میرا پریشان ہی نہین

بحر خفیف مسدس مخبون محذوف فاعلاتن مفاعلن فعلن

رند جس جا جناب ہوتی ہین — شیخ بہی ہم رکاب ہوتی ہین
اُف بہی کرتے نہین تری عاشق — سیکڑون انقلاب ہوتے ہین
گالیان دی رہے ہو چلمن سے — کہین ایسے حجاب ہوتے ہین
سرکو وہ مانگنے کو آئے ہین — آج ہم کامیاب ہوتے ہین
اوسکی رحمت سے ہم نہین مایوس — جرم گو بے حساب ہوتے ہین
ہم جب اپنے گناہ دیکھتے ہین — شرم سے آب آب ہوتے ہین

مرزا کہہ لیتے ہین غزل مین اونہین
شعر جو انتخاب ہوتے ہین

بحر ایضاً

اب وہ غیرون سے چاہ کرتے ہین — عاشقون کو تباہ کرتے ہین
جلوہ اوسکا ہی دیکھہ پڑتا ہی — جس طرف ہم نگاہ کرتے ہین
ظلم اسی چاٹ سے اوٹھاتے ہین — لطف وہ گاہ گاہ کرتے ہین
دل اونہین نذر کیا کری کوئی — وہ تو لیکر تباہ کرتے ہین

ق

ہم جو اونکو رقم کبہی نہ کبہی — اپنی حالت تباہ کرتے ہین
غیر کو نامہ دیکے کہتے ہین وہ — تم پڑہو کیون یہ آہ کرتے ہین
کون ہین انسے ہم نہین واقف — اور دشمن سنکے واہ کرتے ہین
کیا غضب ہی کہ جان دی کوئی — وہ نہین کچھ نگاہ کرتے ہین

مرزا کچھ انتہا بھی ظلم کی ہے
ہم بھی اب ترک چاہ کرتے ہین

بحر رمل مثمن مخبون محذوف ÷ فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن ÷

ساتھ ہی جام کے توبہ بھی ادا کرتے ہین
شیخ جی بزم مین رندونکی مزا کرتے ہین

تم بھی کیا یاد کروگے کہ کوئی تہا توہم
اپنا سر اپنے ہی ہاتھونسے جدا کرتے ہین

غم بھی کھاتی ہین پہ بازآتی نہین عشق سے لوگ
کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے کہ کیا کرتے ہین

جبکہ اونکو مرا ہوتا ہے ستانا منظور
مجھ پہ بیداد رقیبون پہ دغا کرتے ہین

جب سے آنے کو کہا شکل دکھائی بھی ہاے
خوب وعدہ اجی آپ اپنا وفا کرتے ہین

آپ سنئے ندیا کیجے غیرون کو یہان
روز کمبخت یہ حشر آکے بپا کرتے ہین

زلف دکھلاکے جو بت رخسے ہٹاتے ہین نقاب
دین ایمان کو ہم اونپہ فدا کرتے ہین

مانگتا ہون جو مین بوسے تو جھکالیتے ہین سر
وصل کی رات مین بھی ہمسے حیا کرتے ہین

جو کہ جینے پہ ہین مرتے وہ فنا ہین مرزا
وہی باقی ہین جو اپنے کو فنا کرتے ہین

بحر ہزج مثمن سالم ۔ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

کبھی شمشاد قد کی جب چمن مین یاد کرتے ہین
لپٹ کر سروسے زور دکی ہم فریاد کرتے ہین

کبھی ہنستے ہین فرقت مین کبھی فریاد کرتے ہین
بہر صورت ہم اپنے دل کو غم مین شاد کرتے ہین

بلائین گھیر لیتی ہین ہمین آآکے فرقت مین
پریشانی مین گر زلفون کی ہم اونکی یاد کرتے ہین

ٹپک پڑتے ہین آنسو جب تصور اونکا آتا ہے
کلیجہ تھام لیتے ہین جب اونکی یاد کرتے ہین

اب اپنی جان جانیکا ہمین کچھ ڈر نہین مرزا
سوال ہم اب تو اونسے بر جہہ باد اباد کرتے ہین

وہ سر جھکاکے چلتے ہین بدم شباب مین
کہتا ہے حسن مین نہ رہونگا حجاب مین

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف ۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

ایما یہ ہے کہ جان سی اب اپنے ہاتھ دھو
کاغذ سفید بھیجا ہے خط کی جواب مین

عاشق سی بات کیون نہین کرتے ہو بزم مین
بیٹھے ہو سر جھکائے ہوئے کیون حجاب مین

واقف نہین وہ نامہ سے پیغام سے ابھی
مضمون کیا لکھین مری خط کی جواب مین

مرنے کے بعد بھی نہ چھٹی مجھسے میکشی
مین ہون لحد مین روح ہی میری شراب مین

زاہد کے منہ مین پانی بھر آتا ہے دیکھکر
شاید کہ نیت اوسکی لگی ہی شراب مین

اللہ ری شرم یار کی اللہ ری حجاب
آنکھین نہین ملاتے ہین عاشق سی خواب مین

مرزا بتون کا اسمین نہین کچھ قصور ہے
انسان ہو ہی جاتا ہے اندھا شباب مین

بحر ایضاً

دم کس طرح گھٹے نہ مرا انتظار مین
لاکھون ہین دفن حسرتین دل کی مزار مین

مین کس طرح سے عرض کرون حال ہجر کا
دل ہی نہین مرا ہے مرے اختیار مین

ہر ہر ادا پہ کرتا ہون مین اونکی دل نثار
جب بیٹھتے ہین آکے وہ میری کنار مین

کمبخت مرتے دم بھی نہین چھٹتا ہی یہ روگ
کیا جانے کیا مزا ہی حسینون کی پیار مین

مرزا وہ بخش دیگا قیامت مین دیکھنا
آئینگے جب گناہ نہ میرے شمار مین

بحر ایضاً

کمبخت چین لیتا ہے دم بھر کہین نہین
ای دل بس آج تو ہی نہین یا ہمین نہین

دنیا مین خوف اجل کا لحد مین فشار کا
عاشق کو چین سچ ہے کبھی اور کہین نہین

لے ہی گئے وہ دل مرا پہلو کو چیر کے
گو لاکھ مین کہا کیا اونسے نہین نہین

اوسنے بھی آج چھوڑ دیا سر دار کے
کمبخت میرے دل کا ٹھکانا کہین نہین

گر قصد جان دینے کا کرتا ہون ہجر مین
آواز دل سی آتی ہے مرزا نہین نہین

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف ۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن ۔

دل میرا بیقرار کبھی ہے کبھی نہین
آنکھون کو انتظار کبھی ہی کبھی نہین

اشکون کا میرے تار کبھی ہی کبھی نہین
یہ چشم اشکبار کبھی ہے کبھی نہین

رونا تو مجھکو یہی پڑا ہے فراق مین
اس دلپہ اختیار کبھی ہے کبھی نہین

اب تو یہ حال غیر ہے فرقت مین آپکے
دل اپنا ہوشیار کبھی ہے کبھی نہین

یاد ابروؤن کی ایک طرح پر کبھی نہین
آنکھون مین میرے خار کبھی ہے کبھی نہین

کیا ہم کسی سے دل کو لگائین جہان مین
دنیا کا اعتبار کبھی ہے کبھی نہین

مین جانتا ہون غیر کی ہین ساری فتنہ پرداز
دلمین ترے غبار کبھی ہے کبھی نہین

پہلو کو دیکھتے ہین کبھی وہ جگر کبھی
دل کا مرے شکار کبھی ہی کبھی نہین

اس رشک وش کی ہجر مین مرزا یہ حال ہے
دل کو مرے قرار کبھی ہے کبھی نہین

بحر مجتث مثمن محذوف ۔ مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن ۔

وہ چار کرتے نہین ہین حجاب سے آنکھین
چھپائے رہتے ہین سر دم نقاب سے آنکھین

یہ آج کیا ہے جو تم سر بزانو بیٹھے ہو
دکھاتے کیون نہین مجھکو نقاب سے آنکھین

نظر ملانے کو کہتا ہون تو کہتے ہین
حجاب کرتے ہین تجہہ بیحجاب سے آنکھین

حضور شرم سے چھپ جائیگا یہ مغرب مین
لڑاوگے تم اگر آفتاب سے آنکھین

یہ مرزا دیکھیے کس کسکے ہاتھ جاتی ہے
ہین سرخ ہو رہین اونکی عتاب سے آنکھین

بحر رمل مثمن محذوف ۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن ۔

آفتاب آتا نہین ہی جو نظر برسات مین
رو یا کرتا ہی فلک آٹھون پہر برسات مین

میرے رونے سے پسیجا دل نہ اوس بت کا کبھی آہ
ہم تو سنتے تھے کہ گرجاتی ہین گھر برسات مین

میرے رونے پر نہ وہ کیونکر ہنسین ستمگر
ساتھ مینہہ کے برق بھی ہنستی ہی پر برسات مین

پانی ہی پانی نظر آنے سبھون کو عرش تک
مین اگر رونے پر آون ای قمر برسات مین

مجھکو روتا چھوڑ کر ای دل نہین جانا ہی خوب
آدمی کرتا نہین ہرگز سفر برسات مین

جب مین روتا ہون بھڑک اوٹھتی ہی دلمین آگ اور
کیا قیامت ہی مرا جلتا ہی گھر برسات مین

سب یہ کہتے ہین کہ دیکھو برق چمکی طور پر
مرزا آتے ہین وہ کوٹھے پر اگر برسات مین

کوئی جہان مین مجھسا بھی دردمند نہین
کہ ایک غم کے سوا کچھ مجھے پسند نہین

جو ذی وقار ہین دنیا مین جھک کے چلتے ہین
جو سربلند ہین کچھ اونکا سر بلند نہین

زمانہ آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوا
وہ ایک ہم ہین جو محفل سے بہرہ مند نہین

ہی ناصحون کی نصیحت مین کچھ نہین تاثیر
کہ ایک بات ہوئی اونکی سودمند نہین

رقیب اونسے جو کہتے ہین وہ ہی کرتے ہین
ہماری بات کوئی یار کے پسند نہین

بلا مین پڑ گیا دل کے لگاتے ہی توبہ
مین جانتا تھا کہ الفت مین کچھ گزند نہین

دل اونکے پیش کش اپنا جو کرتا ہون مرزا
تو ہنس کے کہتے ہین لیجاؤ یہ پسند نہین

پوچھتے کیا ہو کہ مین بھی اک گنہگار نہین ہون
دل اچھا نہین دل ہی تو نہین دل افگار نہین ہون

کر گیا کمبخت کیا پہلوتہی مجھسے یہ صاف
دل بھی کہتا ہی مرا اوسکے طرفدار نہین ہون

تو نہ بخشے گا تو مجھکو کون بخشے گا خدا
نیک ہون یا بد ہون پر تیرا گنہگار نہین ہون

ذبح کرنے سے مرے حاصل نہوگا کچھ تجھے
رحم کر صیاد مین تازہ گرفتار نہین ہون

حال کہدیتا ہون سب دل کا مگر خلوت مین مین
ظاہرا دیوانہ ہون مرزا پہ ہشیار نہین ہون

بحر مجتث مثمن مخبون محذوف مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن + بحر رمل مثمن محذوف + فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

بحر متقارب مثمن سالم + فعولن فعولن فعولن فعولن

کسی سے دل اپنا لگائے ہوئے ہین / قیامت کے صدمے اوٹھائے ہوئے ہین
قضا وہ مری ساتھ لائے ہوئے ہین / کہ ہمراہ غیرون کو آئے ہوئے ہین
محبت کے تیر کے اوٹھائے ہوئے ہین / طبیعت کو ہم آزمائے ہوئے ہین
وہ خنجر کو تیہر چھپائے ہوئے ہین / کہ آنکھون مین سرمہ لگائے ہوئے ہین
غضب ہے جو صدمے اوٹھائے ہوئے ہین / کلیجے سے دلکو لگائے ہوئے ہین
مری زندگی کے اوٹھائے ہوئے ہین / تہون پر ہم ایمان لائے ہوئے ہین
اوٹھا تھو سینے سے ہمکو لگا لو / بہت دیر سے سر جھکائے ہوئے ہین
کہون اونسے کسطرح مین اپنی حالت / کہ آنکھ اپنی ہمسے چرائے ہوئے ہین
مچلتا ہے سینے مین دل دیکھنے کو / دوپٹے مین کیا وہ چھپائے ہوئے ہین
ہمین سے وہ کہتے ہین کہیے یہ کیا ہے / ہمارے ہی دلکو دبائے ہوئے ہین
وہ انگڑائی لیکر بجاتی ہین چٹکی / یہ ایما ہے غصہ سے آئے ہوئے ہین
نہ چھیڑو ہمون کی لحد ٹھوکرون سے / کہ یہ تو تمہارے مٹائے ہوئے ہین

یہ دیکھے کوئی بے نصیب قسمت کا مرزا
جو اپنے تھے اب وہ پرائے ہوئے ہین

بحر مجتث مثمن مخبون + مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

جو شوخیون کا کسی کے خیال کرتے ہین / ہمارے حوصلے ہمکو حلال کرتے ہین
یہ بیٹھا ہین کیون ہی رہین گالیان آپ / حضور آپ سے ہم کچھ سوال کرتے ہین
تو چارہ ساز عبث کر رہا ہے تدبیرین / جگر کے زخم کہین اندمال کرتے ہین
جب اونکو دل کوئی دیتا ہے نذر مین جاکر / ہین کیا کہون کہ جو وہ دیکھ بھال کرتے ہین
ہم اونکو شمع جو کرتے ہین گھر کے جانے کو / وہ دلمین اور ہی کچھ احتمال کرتے ہین

لگی ہے لو عدم آباد کے حسینون سے
یہی سبب ہے جو سب انتقال کرتے ہین

وہ آج قتل کرینگے ہمین یہ سنتے ہین
تو ہم ابہی سے یہان انتقال کرتے ہین

عدو کو باتون ہی باتون مین ہم مٹا دیتے
یہ کیا کرین کہ تمہارا خیال کرتے ہین

لڑایا کرتے ہین آنکہین وہ ماہ سے مرزا
خدا علیم ہے یہ بت کمال کرتے ہین

لٹ گئے ہم عشق کی سرکار مین
مٹ گئے یارو کسیکے پیار مین

بے سبب بلبل نہین ہے نغمہ زن
پہول پہولا ہے کوئی گلزار مین

سر سے آئے کاٹتی سینے تلک
کس غضب کی کاٹ ہے تلوار مین

مردے جی اوٹہتے ہین اعجاز ہے
یار کے پازیب کی جہنکار مین

بوسہ دینا تہا نہ جو مرزا اوسے
صبح کر دی اوسنے اس تکرار مین

بزم مین غیرون سے کہتے ہو برا اچہا نہین
ناز بیجا ہم اوٹہانیکے کبہی صلا نہین

وہ بہلا کیا داد دیگا حسن کی اس تیرے
اک نظر بہی جسنے تمکو اے قمر دیکہا نہین

اسقدر ہے راہ رو مین عاشقونکا اژدہام
ہاے اوسکے کوچہ مین رستہ مجہے ملتا نہین

روز اونکی زلف سے جا کر اولجہتا تو ہے دل
پہر یہ طرہ اوسپہ کہتا ہے کہ مین اولجہا نہین

سیکڑون عدے کیے آئے نہ اکدن بہی حضور
آپ کے کہنے مین ہرگز اب مین آنیکا نہین

خلد مین حورین تلک تو جانتی ہین حال یہ
کونسی جا ہے جہان میرا ترا چرچا نہین

تم نہ بولو غیر سے ہم بہی نہ بولین غیر سے
آپ ملجائین تو اونسے پہر کوئی جہگڑا نہین

گالیان تک تو عدو کی بزم مین کہائین جناب
ظلم اوٹہا کے آپکے ہمنے صنم کیا کیا نہین

دل ہی دیدہ الا جب اونکو بہلا جی کیا غم گر
ظلم جو چاہو کرین اب وسیے کچھ شکوہ نہین

تم بھی مرزا داغ کہا وگے کہے دیتا ہون مین
دل لگانا لالہ رویون سے بہت اچھا نہین

دل بیوفا ہمارا ہے تم بیوفا نہین
قسمت مین تو ہین ٹھوکرین کہنا مری نہین
دل لینے پڑی ہین مجہی نے اعتنا کی آج
کیون بیٹھنے ہین غیر کیس کیس کو بزم مین
افسوس کسکے ہاتہ روانہ کرون مین خط
چہپاؤگے چلوگے جو کہنے پہ غیر کے
اوس بت کی زلف کا تو اثر ہی ہے دل پر کچھ
کس سے کہون مین ہائے مصیبت فراق کی

قسمت کا سب گلا ہے تمہارا گلا نہین
وہ گہر مین میرے آئین یہ طالع مرا نہین
عقدہ تمہارے دل کا ابھی تک کہلا نہین
گر آؤ نگا کچھ اصول نہین فائدا نہین
قاصد نہین رسول نہین ہے صبا نہین
کہتا ہون سچ مین تمسے کچھ آئین گلا نہین
ناگن نہین ہے سانپ نہین اژدہا نہین
ہمدم نہین شفیق نہین آشنا نہین

مرزا کو تمسے اور ہی کہنا ہے سن تو لو
مقصود نہین ... مراد ... ... مین

آئے ہو بہولکر ہی کبھی میرے گہر نہین
اٹھو یہ اونکو ہمسے ہے نفرت کہ بزم مین
دل لیکے تمنے بات بھی ہمسے نکی ذرا
یہ بھی رقیب ہو گیا فرقت کی رات مین
پہلو کو تاکتے ہین وہ جھک جھک کے سر گہری
دیکہو یہ اونکی چال کہ تیا ہون جب جگر

اب تو مہینون تم میری لیتے خبر نہین
وہ دیکہتے ہین آنکہہ اوٹھا کر ادہر نہین
اور پہر یہ لطف کہتے ہو ہم مفت بر نہین
گہڑیال بھی ہے آج بجاتا گجر نہین
اب دل دیے بغیر ہمارا مفر نہین
کہتے ہین دلکو دیجیے صاحب جگر نہین

عقدہ بضم عین و سکون قاف گرہ + عقدہ کہلنا کنایہ ... مطلب حل ہونا

بحر الفت

مرزا بتون کے عشق مین اب ایسے محو ہین
دنیا تو کیا ہے دین کی اپنے خبر نہین

مشک کی طرح نہ کیون کہین معطر گیسو
لوٹ لیتے ہین وہ عاشق کو دکہا کر گیسو

ہجر کی شب مین جو یاد آتے ہین اکثر گیسو
پہیرتے ہین مری حلقوم پہ خنجر گیسو

مجہکو یہ ڈر ہی کہ مر بل نہ کہین کہا جائے
چہوڑ دیتے نا بکمر آپ سمجہکر گیسو

جب تری زلف کا ہلنا مجہے یاد آتا ہے
سانپ بنکر مرے لہراتے ہین دل پر گیسو

رات بہر اوسکی اک اولجہن مین بسر ہوتی ہے
دیکہتا ہے جو کبہی آپکا مضطر گیسو

ساری عالم مین اندہیرا ہی نظر آتا ہے
کہولتا ہے وہ اگر بام پہ آکر گیسو

خواب مین کیون نہ نظر آئین ہر اک شب مجہکو
دیکہتا رہتا ہون مین یاسکر دن بہر گیسو

شام سے کے ملک مین کالون نے کیا اپنا گذر
اوس صنم کے ہین نہین خط کے برابر گیسو

انکا ہر وقت تصور نہین اچہا مرزا
ڈس کہین لے نہ تمہین سانپ یہ بنکر گیسو

عشق کا کل کا جو اوس بتکے ہی مجہ دلگیر کو
ایک الفت ہو گئی ہے پانون سی زنجیر کو

بیخطا یہ مری کٹنے کی نہین گردن کبہی
پہیرتے ہو حلق پر رہ رہ کی کیون شمشیر کو

جب خیال آتا ہی تیرا ہجر مین او ماہرو
دیکہہ لیتا ہون اوٹہا کر مین تری تصویر کو

ایکدم بہولسے بہی آتی نہین ہی ہجر مین
دشمنی کیا ہے ہماری آہ سے تاثیر کو

قتل گہہ مین گر کریگا قتل اک کرو شوخ
خون سے کر دونگا تر واللہ مین شمشیر کو

گر کبہی شکوہ بتون کے ظلم کا کرتا ہون مین
دیتے ہین الزام سب مرزا مری تقدیر کو

بحر رمل مثمن مخبون فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

بحر رمل مثمن محذوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

مانگ قرنون سے وہ مو گر سنواری رات کو
دہیان مین تہی زلفونکی دلمین ہی حسینونکا خیال
کیا کہین ہم جو ہماری غیر حالت ہو گئی
چرخ پر میری نظر جاتی تہی جب فرقت کی شب
آج پہر حیلہ حوالہ مجہسے تم کرنے لگے
کیا کہون مین کسطرح تڑپا کیا ہون صبح مجہکو

چرخ بہی صدقے کری اوسپر ستاری رات کو
کوئی یون پریون کو شیشے مین اوتاری رات کو
ای صنم جب تم مری گہر سے سدہاری رات کو
کس غضب کی آنکہین نکلاتی تہے تاری رات کو
کیا ہوئے تہے قول وہ میرے تمہاری رات کو
سو گئے دیکر وہ بوسون کے سہاری رات کو

ہر ادا پر جان مرزا میری ہوتی تہی نثار
دل کے ٹکڑے کرتے تہے اوسکی اشاری رات کو

ہاتو نہین لیگیا دل وسعت بر کو دیکہو
سہتا ہون لاکہون آفت اُف تک نہین ہون کرتا
یارو جفا وفا کا گر کیل دیکہنا ہے
کوٹہے پہ کس سے صاحب نظرین لڑا رہی ہو

میری طرف نہ دیکہو اوسکے نشتر کو دیکہو
تم میرے دل کو دیکہو میرے جگر کو دیکہو
میرے جگر کو دیکہو اونکی نظر کو دیکہو
یہ بہی کہئے سنتے دلبر اقرار ادہر کو دیکہو

مرزا جو ہنس رہے ہین ہنسنے دو غیر کو تم
اورونکی کیا پڑی ہے اپنے تو گہر کو دیکہو

لیگئے دل وہ مرا دیکے دہوکا مجہکو
ہجر تہا وصل کا غم وصل مین فرقت کا ملال
نہ کبہی مری ہمراہ نکالا اوسنے
زلفون کو اوسکی مین سمجہا کہ گہٹا چہائی ہے
اوٹہی مرزا جو نقاب اپنے اولٹ دی رخ سے

میری قسمت نے یہ دکہلایا تماشا مجہکو
درد سہنے کو خدا نے ہے بنایا مجہکو
نہ ملا اب تو کوئی یار سے شکوا مجہکو
اوسکے رخ پر ہوا خورشید کا دہوکا مجہکو
ہو گیا آئینہ کی طرح سے سکتا مجہکو

بحر رمل مثمن محذوف • فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن • بحر مضارع مثمن اخرب • مفعول فاعلات مفعول فاعلاتن • بحر رمل مثمن مخبون محذوف • فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

دل کسیکی مرا زلفون مین گرفتار نہو
یاالٰہی یہ مجھے عمر بھر آزار نہو

تم جو روز آسکے دکھا جایا کرو شکل اپنی
مضطرب برق صفت ہجر کا بیمار نہو

ان حسینونکی جو معلوم ہو بیدردی ستم
کوئی دل دیکے مصیبت مین گرفتار نہو

ہان ہوئی ہو جو خطا مجھسے سزا دو مجھکو
نے سبب مجھپہ خفا ہر گھڑی ہر بار نہو

گو وہ کیسا ہی ہو لیکن ہو گنا ہونسی وہ پاک
اوسکی رحمت سی جو مایوس گنہگار نہو

دل کو توڑ و ندا ہو میرے یہ ڈر ہی کہ تم
کہین مشہور زمانے مین ستمگار نہو

ابر ہو بادہ ہو مینا ہو قدح ہو اے دل
کیا غضب ہی کہ یہ سب ہو پہ مرا یار نہو

ہڈیان چور مری درد نے کردین یاری
عشق مین میری طرح کوئی بھی ناچار نہو

ہان صفائی کے یہ معنی ہین کہ سر کٹ جائے
خون مین سرخ تری تیغ مگر یار نہو

تم تو ان بیٹھے ہین محفل مین حسینون کی حضور
اجی مرزا کی غزل کیسی طرحدار نہو

رخ دکھاتی نہین تم زلف دکھاتی کیون ہو
رحم کرتی نہین آفت مین پھنساتی کیون ہو

ہر گھڑی رخ کو تم انچل سے چھپاتی کیون ہو
آفتین تازہ مری جان پہ لاتی کیون ہو

دل کا حال ا... جو کہتا ہون تو کہتے ہین
اجی نے فائدہ باتین یہ بناتی کیون ہو

کیا مرے دلکو مرے تن سی جدا کیجیے گا
آنکھ سے آنکھ مری جان ملاتی کیون ہو

وہ تو رہتا ہی تمہاری ہی تصور مین محو
اپنے غمخوار کو تم دل سی بھلاتی کیون ہو

نالے بھرتا ہون تو کہتے ہین خفا ہو کر وہ
رعد کی طرح سے تم شور مچاتی کیون ہو

ہر گھڑی کھول کی کیون باندھتے ہو زلف اپنی
اجی تم سانپ کو باتون پہ کھلاتی کیون ہو

زلف دکھلاکے بگڑ جاتے ہو کیون ہاکو مین
اجی بیر دہین دیوانہ بناتی کیون ہو

[illegible]

کیا کسی اور کا دل ہات لگا ہے تمکو
آج بہوُسے نہیں جامے مین کیون ہو

گو خفا ہو مگر اتنا تو کہے گا مرزا
بوسے دیتے نہین صلواتین سُناتے کیون ہو

دل لیکے وہ تمہین جان سے دوبہر ہو رہا ہو
یا سر پہ صنم کھیل رہی جسکی قضا ہو

دل لیگئے دُزدیدہ نگاہون سے ہمارا
واللہ تم آفت ہو قیامت ہو بلا ہو

مین نے جو طلب اونسے کیا دل تو وہ بولے
مین دل نہ تمہین دون تو یہ بتلاؤ کہ کیا ہو

مے پیتے ہین میخانہ مین بیٹھے ہوئے شیخ آج
قاضی اگر آجاے تو اسوقت مزا ہو

دل کہتا ہے کب تک مین رہون ہجر کے صدمے
غیرت کا یہ ہے قول کہ الفت کو بنا ہو

دل اُونپہ نہ آتا تو مین ہوتا ہی نہ رسوا
اس دل ہی نے بدنام کیا دل کا بُرا ہو

جیتا ہون نہ مرتا ہون بسر کرتا ہون یا نہین
یہ حال ہے فرقت مین مرا پوچھتے کیا ہو

تو مجھپہ کرے لاکھ جفا اونپہ جفا مین
ممکن نہین جو عشق ترا دل سے جدا ہو

مرزا تری واللہ طبیعت ہے بلا کی
کیون شعر مین تیرے نہ فصاحت ہو مزا ہو

دیر ہی دیکھو حرم دیکھو کلیسا دیکھو
ہر جگہ اوسکا نظر آتا ہے جلوا دیکھو

تمنے اکبار جو ہنسکر کہا ہم جاتے ہین
تہر تہرا اسنے لگا سب جسم ہمارا دیکھو

مارتا ہے کبھی ٹھوکر سے جلاتا ہے کبھی
اوسکے اعجاز سے نادم ہے مسیحا دیکھو

صبح کردی ابھی باتو نہین لگا کر اوسنے
آج بھی آکے مجھے دیگیا دہوکا دیکھو

دل کے لیتے ہی ہوا ہو گیا مرزا وہ شوخ
اوسنے مڑکے بھی مرے سمت نہ دیکھا دیکھو

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف مقصور + مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن +

بحر رمل مثمن مخبون محذوف + فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

یارب کسیکی لطف پہ دل مبتلا نہو — سب آفتین ہو جان پہ پر یہ بلا نہو
گر ہین گناہگار یہ بندے اوسکے ہین — مقبول کسطرح سے ہماری دعا نہو
اک عمر روتے ہی مری گذری فرقتین — مجھسا بھی غم نصیب کوئی دوسرا نہو
خیر اب نہ لینگے خال کا بوسہ بغیر اذن — اتنی سی بات پر تو صنم تم خفا نہو

کیا مرزا دل کو دیکے خطاوار ہو گیا
غیرون کا ہو کہا مرا کہنا ذرا نہو

وہ نہین آنے کے ایدل آزما کر دیکھ لو — ایکدن یون ہی سہی اونکو بلا کر دیکھ لو
غیر سے کیا پوچھتے ہو میری بیتابی کا حال — دیکھنا ہی ہے اگر تمکو خود آکر دیکھ لو
مین نہین عاشق وہ در جاؤن جو سنکے قتل کو — دل اٹھا کر دیکھ لو خنجر اوٹھا کر دیکھ لو
قتل کرنا ہو اشارونسے جو محفل مین ہمین — نیچی نیچی نظرون سے تم مسکرا کر دیکھ لو
یہ تو ظاہر ہی کہ آنے کے نہین وعدے پہ وہ — راہ بھی آج اونکی تم نہین بھلا کر دیکھ لو
مین یہ کب کہتا ہون ہمین ہی سراسر بیخ ہی — تم بھی ای صاحب کسی سے دل لگا کر دیکھ لو

واہ رے مرزا ہوا تمسے نہ دو اک دن بھی ضبط
دیکے واپس لے لیا دل پھر بلا کر دیکھ لو

بحر ہزج

وہ اب آنے لگے ہین میرے گھر آہستہ آہستہ — مرے نالون نے دکھلایا اثر آہستہ آہستہ
اجی ٹھیرو اجی ٹھیرو مین آتا نہین دم مین — چلے دل کو مرے لیکر کدھر آہستہ آہستہ
تصور کرتے کرتے تھک گیا مین یار لیکن — وہ اب ہوتا ہی دل مین جلوہ گر آہستہ آہستہ
ابھی کم سن ہین شرماتے ہین ڈرتے ہین ہمین سے — ملینگے ہمسے وہ دل کھول کر آہستہ آہستہ
ابھی تمنے کلیجے سے ہٹایا ہاتہ مرزا کے — پھر اب ہو گی لگا دردائی قمر آہستہ آہستہ

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن ۔ بحر رمل مثمن محذوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن ۔ بحر ہزج مثمن سالم مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

بحر نمبر ۲ + مفاعیلن مفاعیلن فعولن +

خیال آتا ہے رہ رہ کر ہمیشہ — کشیدہ ہی رہا دلبر ہمیشہ
وہ ہمسے کہتے ہین ہنسکر ہمیشہ — بسر کرتے ہو تم کیونکر ہمیشہ
نظر رہتی ہے ابرو پر ہمیشہ — نکیونکر میرے جائے سر ہمیشہ
کرون مین ضبط آہین کسطرح سے — کہ زور اپنا نہین دل پر ہمیشہ
جو فرقت مین کرون نالے پہ نالے — اجی کانپے فلک تہر تہر ہمیشہ
جو دل کرونگا گیسو پر تصدق — رہیگا سامنے اژدر ہمیشہ
سہی سختی تہون کی مرتے دم تک — رہا چہاتی پہ یہ پتہر ہمیشہ
عجب یہ ہے کہ کیون ہی بیٹہہ جاتا — جگر مین درد اوٹہہ اوٹہکر ہمیشہ

جدائی مین مرا مرزا کسیکے
رہا کرتا ہے دل مضطر ہمیشہ

بحر نمبر ۴ مسدس مقصور + مفاعیلن مفاعیلن فعولن

ارادہ آپ کا ہے اور ہی کچھ — ہمارا مدعا ہے اور ہی کچھ
نکیونکر دل کو دیکر ظلم اوٹہائین — محبت کا مزا ہے اور ہی کچھ
اونہین کیونکر خیال آئے ہمارا — زمانے کی ہوا ہے اور ہی کچھ
جگر مین چٹکیان لیتی ہے ہر وقت — تری کافر ادا ہے اور ہی کچھ
نکیونکر اوسکا طالب ہو زمانہ — فقیرون کی دعا ہے اور ہی کچھ
بلا کہکر بلا مین ہنس گئے کیا — بلا کا سامنا ہے اور ہی کچھ

نکیون مرزا ہون تیرے شعر دلچسپ
طبیعت کا مزا ہے اور ہی کچھ

بحر نمبر ۵ مثمن سالم + مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

ادا جن جسنے دیکھی آپکی اوس اوسکے دم نکلے — اجی چہوٹے سے سن مین یار تم تو پر ستم نکلے

خوشا قسمت جو میرا یار کے زانو پہ دم نکلے
جو ایسا ہو تو دم کے ساتھ ہی سب میرا غم نکلے

جو تم اوروں کے گھر جاتے تو ہم بھی دربدر پھرتے
چلو اچھا رہا پردہ نہ تم نکلے نہ ہم نکلے

الٰہی خیر ہو دل بھی ہمارا کر چلے زخمی
برابر و سے ابھی اونکی نہ بل نکلے نہ خم نکلے

دعا بلبل نے دی گل کھل گئی نرگس ہوئی صبحی
چمن مین سیر کو ہم اور دلبر جب بہم نکلے

محبت اسکو کہتے ہین کہ دونو کا رہا پردہ
نہ وہ دل سے کبھی نکلے نہ اپنے گھر سے ہم نکلے

نہین ہو جبہ مرد وقت بہتر ہو نہین مر جائین
یہ مقصد ہے جو دم نکلے تو ٹھنڈی ٹھنڈی دم نکلے

لگا اک تیر ایسا تاک کر سینے مین او ظالم
نہ تارہ رہ کی سانسین لون نہ تا رک رک کی دم نکلے

اداؤن نے تمہاری توبہ بلوا لی قیامت سے
اجی تم تو غضب نکلے بلا نکلے ستم نکلے

نکلنا سخت مشکل سینے سے ہی ایک کا نہین
جو دم نکلے تو دل نکلے جو دل نکلے تو دم نکلے

اجی دیکھو وہ مرزا جا رہے ہین کھیلتے ہنستے
جو کہاتے تھے قسم کب غیر کے ہمراہ ہم نکلے

بحر خفیف مسدس مخبون محذوف • فاعلاتن مفاعلن فعلن •

مین نے حالت جو کچھ کہی دل کی
ہو گئی اوسکے دل لگی دل کی

ہائے اوسنے نہ کچھ سنی دل کی
آرزو دل مین رہ گئی دل کی

نزع مین موت بھی مری رو دی
دیکھکر میری بیکسی دل کی

تولتا ہے وہ ہر گھڑی خنجر
اب نہین خیر جان کی دل کی

کھو دیا یا کسیکو دے ڈالا
حالت اوسنے نہ کچھ کہی دل کی

دم بھی نکلے تو اوسکے زانو پر
حق سے ہے آرزو یہی دل کی

بوسہ مانگا جو مین نے وصل کی شب
ہنس کے بولے کہ یہ کہی دل کی

دینے کو دے دیا پر اے مرزا
یاد آتی ہے ہر گھڑی دل کی

کہانتک مین کرون شکوے جفا کے
جگر سے ہاتہ دہو بیٹھے ہم اپنے
مین خوش ہون تم مجہکو سو کہ مرجائے
ہم آہین کب سی بیٹھے بہر رہی ہین
کوئی جب ظلم یاد آتا ہے اونکو
بٹہا کر اوٹہہ گیا محفل سی مجہکو
نہ آنا تہا نہ آیا وہ بت افسوس

ستم تمنے کیے ہین انتہا کے
سزا پائی یہ تمسے دل لگا کے
اجی تم رکگئے کیون ہاتہ اوٹہا کے
ذرا تم دیکہہ لو چلمن اوٹہا کے
وہ ٹہکرا جاتے ہین مرقد کو آکے
یہی شیوے ہین اوکافر وفا کے
دگے گو واسطے مین نے خدا کے

گذرتی دلپہ ہے کیا تیرے مرزا
کبہی یہ بہی نہ پوچہا اوسنے آکے

احسان ہوگا قتل کروگے جو ہان مجہے
دامن مین کوہ کی ہون کبہی دشت مین کبہی
واللہ آپکی یہ غضب کی ہین حرکتین
صحبت کا غیر کی اب اثر ہوگیا تمہین
رہ رہ کی تیوریونکو چڑہاتے ہو آج کیون
پاؤن نہین اب نہین ہے وہ طاقت جو چل سکون

صاحب چلے ہو چہوڑ کے بسمل کہان مجہے
وحشت پہرا رہی ہے کہانسے کہان مجہے
لو ہنستے ہنستے دینے لگے گالیان مجہے
بوسے کے بدلے دینے لگی گالیان مجہے
کرڈالنا ہو قتل تو کرڈالو ہان مجہے
صدا کیون پنہاتا ہے تو بیڑیان مجہے

مرزا یہ آرزو تہی کہ صنعت مین ہو کلام
افسوس یہ کہ اتنی ہے فرصت کہان مجہے

رقیبون پر عنایت ہے کرم ہے
یہ فرقت مین ترے حال ای صنم ہے

مری سنتے نہین وہ کیا ستم ہے
لبون پر سانس ہے آنکہون مین دم ہے

بحر ہزج مسدس مقصور + مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل +

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف + مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن + بحر متقارب مثمن مقصور + فعولن فعولن فعولن فعول

ہزارون آفتین گھیرے ہین مجھکو
زمانے بہر کا میرے دلمین غم ہے

کمر کی جستجو مین یہ کھلا حال
کہ دنیا ہی کے پردے مین عدم ہے

مجھی کو گاڑ دو اب آگے اگر جاؤ
سنو تمکو مرے سر کی قسم ہے

مصیبت مین بہی یہ تنہا نہین دل
تڑپ ہے درد ہے سوزش ہے غم ہے

جسے شیشہ سمجھکر کرتے ہو چور
وہ میرا دل مرے سر کی قسم ہے

غضب ہے دل مرا آیا ہے جسپر
وہان بدلے عنایت کے ستم ہے

خبر لے یا نہ لے مرزا وہ میری
پر اوسکی یاد مین دم بدم ہے

قتل کر ڈالو مجھے صاحب کسی تدبیر سے
تیغ سے تلوار سے خنجر سے یا شمشیر سے

مین نہین کرنے کا مر آدم شکایت آپکی
پہیر کر منہ قتل کرتے ہو عبث شمشیر سے

قتل کر ڈالین اشارونسے وہ ہنس ہنسکر مجھے
اونکے ابرو کی اگر تشبیہ دون شمشیر سے

بزم مین کرتے ہین ٹکڑے عاشقونکے دل کو آہ
کچہ ادائین بہی تمہاری کم نہین شمشیر سے

اوسکی اک جنبش سے کٹتے ہین ہزارونکے گلے
تیز ہین ابرو کہین اوس شوخ کی شمشیر سے

جو کہ عاشق ہین وہ مرنے سے نہین کرتے ہین خوف
کیون ڈراتے ہو مجھے رہ رہ کے تم شمشیر سے

اونکے ابرو کا تصور بندہ رہا ہے رات سے
آج بیشک ذبح ہونگا یار کی شمشیر سے

قول دیکر وصل کا مجھکو کرے تو قتل اگر
خون بنکر مین لپٹ جاؤن تری شمشیر سے

بار بار ابرو کا کرتا ہے اشارہ کس لیئے
ذبح کرنا ہے تو کر قاتل مجھے شمشیر سے

ہان کڑی بات وہ نہہ نہین سکتی ہے مجھسے اے صنم
خوش ہون مین گر ذبح کر ڈالو مجھے شمشیر سے

وہ تامل گر کرینگے قتل مین مرزا مرے
اپنی گردن آپ خود کاٹونگا مین شمشیر سے

بحر رمل مثمن مقصور محذوف وزنہ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات +

بحر رمل مثمن محذوف + فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

کیا بتایا ہے تمہین حقنے جفا کے واسطے
ای بتو بتلا تو یہ ہمکو خدا کے واسطے

حال دل کا گر نہین سنتا ہی تو اچہا نہ سُن
شکل تو دکہلا دے او کافر خدا کے واسطے

گالیان تو دیجیے اب یہ بتاؤ تم کہ اور
کیا سزا تجویز کی مجہ بے خطا کے واسطے

جیسی صحبت بیٹہے ویسا شیخ لازم ہی عمل
مے پیو رندو نہین بے منت خدا کے واسطے

ایک مدت سی تو روتے ہی مری کٹتی ہی عمر
رحم کر اب رحم کر او بت خدا کے واسطے

یہ نہین ممکن کہ او سیر فضل خالق کا نہو
عاجزی لازم ہی بندہ کو دعا کے واسطے

دل جو تہا وہ رونمائی مین بتون کو دیدیا
جان ہے کہنہ دیری ہی ای مرزا قضا کے واسطے

بحر ایضاً

وہ نہین سنتے مری حالت کسی تدبیر سے
کام کچہ چلتا نہین بگڑی ہوئی تقدیر سے

کوئی ہمنے بات اوٹہا رکہی نہین تدبیر سے
اب بہی گر آئین نہ وہ مجبور ہین تقدیر سے

دل تو دل ڈالا ابہی ہنس ہنس کے تلوون ہی مزا
اب ہی جان اسکو بہی لیلو کسی تدبیر سے

عشق کہتا ہین برا ہون حسن کہتا ہی کہ ہے
بحث ہوتی ہی ادہر تقدیر کی تدبیر سے

پوچہتے ہو تم عبث رہ رہ کے کیسا ہی مزاج
حال میرا صاف ظاہر ہی مری تصویر سے

دل یہ کہتا ہی کہ دکہلاؤن فلک کو بہی مزا
ربط ہو جائے جو میری آہ سی تاثیر سے

اور جلکر سر اوٹہائیگی یہ محفل مین صنم
شمع کا سر کاٹتے ہو کئی عبث گلگیر سے

سنئیے مرزا یہ بہی دل لینے کی اک ترکیب ہے
پیش آتے ہین جو وہ محفل مین اب توقیر سے

منہ نہ پہیرین ہنس کے ابہی موڑو خدا کیواسطے
یہ بری عادت ہی تم چہوڑو خدا کے واسطے

کل زمانہ بیوفا تمکو کہیگا اے صنم
دل دکہانے کے چلن چہوڑو خدا کے واسطے

ای نکیرین آپ سے اتنا ہی اب میرا سوال — قبر مین تنہا نہ تم چھوڑو خدا کے واسطے
حسرتون کا خون ہوتا ہی ہماری ای قمر — زلف کو زنجیر نہ تم چھوڑو خدا کے واسطے
می پیو ہمراہ ہم رندون کی آئی ہی بہار — آج توبہ شیخ جی توڑو خدا کے واسطے
غمزدہ دیوانہ ہون لیکے پہرہ گہر گہر — تم مرا لڑکو نہ سر پہوڑو خدا کے واسطے
دل کے گم ہونیکا رہ رہ کر نہ پوچھو مجھسے غم — زخم کے ٹانکے نہ اب توڑو خدا کے واسطے
اچھے شعرون کو تعصب سے برا کہتے ہو کیون — شاعرو ہٹ دہرمی کو چھوڑو خدا کے واسطے

دل یہ کہتا ہے تمنا ہی جو مرزا وصل کی
اوسکے در پر جا کے سر پہوڑو خدا کے واسطے

ایما یہ تہا جو ہٹ گئی وہ آکے سامنے — ہم یوگن ملال کرتے ہین بلوا کے سامنے
زیبا ہے ذکر یار کا شیدا کی سامنے — یوسف کو یاد کیجے زلیخا کے سامنے
اچھا تو ہی وہ قتل کرین ہمکو بے گناہ — ہم سرخرو تو جائینگے آقا کے سامنے
سینے مین بت کی یاد ہی دلمین خدا کی یاد — طرفہ یہ دیکھو کعبہ کلیسا کے سامنے
دل توڑئے نہ خستہ جگر کا وصال مین — گھبرائیے نہ میری تمنا کے سامنے
اوس شمع رو رقیب کی محفل مین کرکے چھیڑ — کیون دل مرا جلاتا ہی مہلا کے سامنے
سینے پہ داغ دیکھئے ویران پاکے دل — وہ ایک گل کہلا گئے صحرا کے سامنے
اونکی یہ کم سنی کا تقاضا ہی یا نہین — پردے مین چھپ گئے جو مری آکے سامنے

کچھ وصل کا سوال بہی تمسے نہین کیا
کیون سر جہکائے بیٹھے ہو مرزا کے سامنے

جس طرح سے ہو سکے آؤ خدا کے واسطے — اپنے بسمل کو تشفی دو خدا کے واسطے

بحر رمل مثمن محذوف وزنہ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف وزنہ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن
بحر رمل مثمن محذوف وزنہ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

مجھکو یہ ڈر ہی نہ بل کہا جائے یہ پتلی کمر
تا کمر زلفین نہ تم چھوڑو خدا کے واسطے

جب چلے پہلو سے وہ اوٹھکر کہا یہ ہوش نے
دل لیے جاتے ہین وہ دیکھو خدا کے واسطے

باتون باتون مین تو اتنی رات تمنے دی گنوا
نصف شب آئی ہی اب تو سو خدا کے واسطے

اسمین لاکھون دل پھنسے ہین گھٹکے مر جائینگے وہ
کشتۂ چوٹی کو نہ تم باندھو خدا کے واسطے

کہتے ہین جو بات دلمین ہی نہین ہونیکی وہ
دے رہے ہو تم عبث ہمکو خدا کے واسطے

اوس سے کہدو جا کی عاشق تیرا کرتا ہی سفر
کام اتنا تو کرو یارو خدا کے واسطے

مارنا اچھا ہے ترپانا نہین اچھا صنم
دل لیا تو جان بھی لے لو خدا کے واسطے

کیسے اونکی دلمین دلکو ڈالکر سمجھائین ہم
غمزدون کو اب نہ ترپاؤ خدا کے واسطے

دیکھکر بیتاب مجھکو ہنسکے وہ کہنے لگے
مضطرب ہوتے ہو کیون سنبھلو خدا کے واسطے

گالیان مرزا کو دینا بزم مین اچھا نہین
چھوڑ دے ظالم تو بدخو خدا کے واسطے

عفو ہوتے ہوتے اب تقصیر آدہی ہوگئی
خوش ہوا ہے دل وصل کی تدبیر آدہی ہوگئی

سخت جانی سے وہ میرے سخت عاجز آگیا
گھستے گھستے حلق پر شمشیر آدہی رہگئی

جب کیا شکوہ جفا کا ہاتھ منہ پر رکھدیا
اوسنے شوخی کی مری تقریر آدہی ہوگئی

شیخ نے اک روز مے پینے کی نیت ہی تھی کی
زاہدونکی بزم مین توقیر آدہی ہوگئی

دیکھتا ہی لکھ رہا ہون اتنا گھبراتا ہی کیون
صبر کر قاصد کہ اب تحریر آدہی ہوگئی

جب سے اک دشمن نے رنگ اپنا جمایا ہی وہان
اوسکی محفل مین مری توقیر آدہی ہوگئی

ناتوانی سے جو غش آنے لگا لکھنے کے وقت
آدہی لکھی شوق کی تحریر آدہی ہوگئی

کھنچ سکا نقشہ نہ مانی سے کمر کا موبمو
اسلیئے اوس شوخ کی تصویر آدہی ہوگئی

بحر رمل مثمن محذوف + فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن ×

نامہ بر عجلت سے تیری کر دیا مطلب خراب
خط تو گو لکھا مگر تحریر آدھی رہگئی

مین نے مرزا آہین پے در پے جو کھینچیں چار دن
دو ر آدھا گھٹ گیا تاثیر آدھی رہگئی

اک زمانے بھر کی دلمین ہی رسائی آپکی
ای بتو اب ہوگئی ساری خدائی آپکی

ہر بشر کیونکر نہ تمکو نذر اپنا دل کرے
پھر گئی ہی ایک عالم مین دہائی آپکی

پی کے مے تم توبہ استغفار بھی کرتی نہین
دیکھ لی ای شیخ جی سب پارسائی آپکی

ٹھنڈی سانسین لیتے ہو کیسی طرح سے پھر گھڑی
یا تو ہان کیسے طبیعت کس پہ آئی آپکی

آپ کے سایے کی رہتی ہی ہما کو بھی ہوس
بادشاہی سے تو بہتر ہے گدائی آپکی

دل سے یاد اک پل ہماری آپکی جاتی نہین
چاند سی صورت ہے آنکھون مین سمائی آپکی

آئینہ آٹھون پہر اچھا نہین ہے دیکھنا
رنگ لائیگی یہ اکدن خودنمائی آپکی

ہم اسی دن کے لیے سمجھاتے تھے مانے نہ تم
ہوگئی مشہور ہر جا بیوفائی آپکی

جان پر بنجاتی ہی تمکو نہین پاتا ہون جب
شاق ہے مرزا کو دم بھر کی جدائی آپکی

دل کی دولت لٹ گئی اک شان باقی رہگئی
طاقت اپنی جا چکی پر جان باقی رہگئی

مر گیا مین لیکن اپنی چشم وا دو نو رہین
یار کے دیدار کی پہچان باقی رہگئی

گرتے پڑتے در تک آیا پر نہ دیکھی اوسکی شکل
آرزو اتنی مجھے دربان باقی رہگئی

دل لٹا طاقت گھٹی اور ہو گیا ٹکڑے جگر
جسم مین اب جان ہی ایکان باقی رہگئی

سنتا ان کی لوٹ کر مے شیخ صاحب پیگئے
کہنے سننے کو بس اک دوکان باقی رہگئی

اف نکرنا تھا نکی گو مر گئے گھٹ گھٹ کے ہم
جان تو جاتی رہی پر آن باقی رہگئی

دل بھی تمکو نذر مین دیدیا مرزا نے مگر
وصل کی حسرت اوسے ایمان باقی رہگئی

کام رکھتا ہون فقط اللہ تیری یاد سے
مجھکو مطلب کچھ نہین ہی غیر کی امداد سے

کیا بگاڑا کیا خطا کی کچھ کہو تو دلکا حال
آجکل کیون تم کچھے رہتے ہو مجھ ناشاد سے

ہجر مین بھی ہم نہین دیتے پھٹکنے غمکو پاس
دلکو اپنے شاد رکھتے ہین تمہاری یاد سے

پوچھتے کیا ہر گھڑی ہو مجھسے ایذا ہجر کی
حال میرا صاف ظاہر ہی مری روداد سے

مشت پر کو ذبح کرنا بیخطا اچھا نہین
تم ہی ای غنچو چٹک کر کہدو یہ صیاد سے

وای غم کیونکر کٹے گی ای صنم فرقت کی شب
دلکو بھی تم لیچلے اب آکر مجھ ناشاد سے

پھیرتا ہی حلق پر خنجر مرے رک رک کر آپ سے
قتل بھی کرتا ہی وہ ظالم تو کس بیداد سے

دل نہ مین ہرگز لگاتا اسکی گر ہوتی خبر
تھا نہ واقف عشق کی آفت سے اور افتاد سے

جسکو کوسا کرتے تھے تم آج وہ جاتا رہا
کوئی اتنا کہدے جا کر اوس ستم ایجاد سے

اپنی تو ہر حال مین رہتی ہی یہ حق سی دعا
دشمنون کو بھی بچا تو عشق کی افتاد سے

کیا بلا کی ہے طبیعت واقعی مرزا کی بھی
سنکے غزلین برجستہ کہتا ہے ہر اوستاد سے

صنم سے میری لعنت کی شکایت ہو نہین سکتی
بجز دل کے کسی پر کچھ ملامت ہو نہین سکتی

کبھی آرام طلبون سے اطاعت ہو نہین سکتی
عبادت ہو نہین سکتی ریاضت ہو نہین سکتی

وہان بھی دیکھیے منکر نکیر آکر ستاتے ہین
لحد مین بھی کسی صورت سے غفلت ہو نہین سکتی

جو کہتا ہون کہ مین بھی ہون اچھی لطافت کا طالب
تو کہتے ہین ترک اور عنایت ہو نہین سکتی

نہ جبتک آکے ٹھکرائینگے وہ تربت مری مرزا
فنا ہو جائیگی گو دنیا قیامت ہو نہین سکتی

بہ تقطیع دوسرے مصرعہ کا وزن ۰ فاعلاتن مفاعلن فعلن

جس جگہ قتل عام ہوتا ہے
موت کا انتظام ہوتا ہے

مجھکو گالی بھی وہ نہین دیتا
غیر سے ہمکلام ہوتا ہے

اب عنایت ہمارے حال پہ ہے
کہ سلام اور پیام ہوتا ہے

شاید آجائے وہ عیادت کو
کہدو عاشق تمام ہوتا ہے

دل تو کرتی ہی ٹکڑے اوسکی نظر
لیکن ابرو کا نام ہوتا ہے

حسرت آتی ہے جب کبھی غم کا
دل کے گھر مین مقام ہوتا ہے

جسکی رہتی ہے نیکیونپہ نظر
بس وہی نیک نام ہوتا ہے

کہتے ہین روز تیرے نالونسے
ہم کو سونا حرام ہوتا ہے

وصل کی شب مین ہجر کا پیارے
کہین قصہ تمام ہوتا ہے

کیجیے اپنے وصل سے مسرور
اب تو مرزا غلام ہوتا ہے

بحر ایضاً

جان کھچکر لبو پر آئی ہے
روح سے جسم کی جدائی ہے

ایک ہی وار مین اوتارا سر
واہ کیا ہاتھ کی صفائی ہے

نالے کرتا ہون تو یہ کہتے ہین
سر پہ آفت یہ کیا اوٹھائی ہے

دل کا میرے ضرور خون ہوا
آنکھ سے آنکھ جب لڑائی ہے

خود قبا تار تار ہوتا ہے
اب تو وحشت یہ رنگ لائی ہے

سیدہی باتین بھی وہ نہین کرتے
آج کیسی یہ کج ادائی ہے

مرزا دل یار کی ہی کیون نہ کہے
اوسکی جانب تو اب خدائی ہے

بحر مجتث مثمن مخبون محذوف • مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

نہ دوپہر کی طرح غم میں اونکے ڈہل جاتے
وہ کچھ سہارا بہی دیتے تو ہم سنبھل جاتے

ابہی تڑپ کے میں دیدیتا اپنی جان صنم
جو قول کرکے کہیں آج تم بدل جاتے

ہم اونکے دم میں نہیں آنے کے قیامت تک
رقیب چلتی ہی باتوں میں ہیں بہل جاتے

ذرا بہی پاتی اشارہ جو اپنے قتل کا ہم
تو اونکے کوچہ میں ای شوق سر کے بل جاتے

دہن کی یاد میں اونکی جو میں غزل کہتا
کلام غنچہ کے منہ سے مرے نکلجاتے

تم ایکدن جو لگا لیتے آکے سینے سے
ہمارے دل کے جو ارمان تہے نکلجاتے

وہ مرزا چھوڑ کے زلفیں جو باغ میں آتے
خدا علیم ہے سنبل کے بل نکلجاتے

بحر رمل مثمن مخبون محذوف • فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن

نزع میں اونکو بلاؤ نہ وہ کیا دیکھینگے
دل بہر آئیگا اگر حال مرا دیکھینگے

ہر جگہ جلوہ ہی اوسکا پہ نظر آتا نہیں
دیکھنے والے اگر دیکھیں تو کیا دیکھینگے

دل کے دینے کو جو کہتا ہوں تو فرماتے ہیں
وعدہ کس طرح سے کرتا ہے وفا دیکھینگے

کس طرح سے ہے ملاتی یہ فلک کو جاکر
کھینچکر آہ ہم انکو آج اپنی ذرا دیکھینگے

جان دیدینگے تڑپ کر بخدا ہم اپنی
تمکو غیروں میں جو اے ماہ لقا دیکھینگے

یہ جو سچ ہے تو ابہی جان دیئے دیتے ہیں
کہ جو مرجائینگے وہ جلوہ ترا دیکھینگے

دیکھنا اوسکا کچھ آسان نہیں ہے مرزا
غش میں آجائینگے جو یار مرا دیکھینگے

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف • مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

شوخی نہیں آتی ہے نظارے نہیں آتے
حوروں کو لگاوٹ کے اشارے نہیں آتے

تم دل کو نہ تل ڈالو نہیں لیکے ہمارے
ہم پاس سے خوف کے مارے نہیں آتے

جیسے کہ وہ دل لیگئے نظروں کو ملاکر
بہولے سے کبہی گہر میں ہمارے نہیں آتے

خط آتے ہی خساروں پہ منہ موڑ گئی سب
اب کستے تمہیں غمزنظاری نہیں آتے

بسمل ہی یہ کیا اور سب آتے ہین مگر یار
کو جو مین تری ضعف کے مارے نہیں آتے

کیا زخم ہی اب دل کے چرانے لگی پانی
آج آنکھون سی آنسو جو ہماری نہیں آتے

عاشق سی تمہین ہو گیا پرہیز یہ ای یار
اب خواب مین بھی آپ ہماری نہیں آتے

کب تمنے ستایا نہیں دہو کا ہمین دیکر
کب دام مین ہم یار تمہاری نہیں آتے

ہم کیا کہین تکلیف جو ہوتی ہی ہمین آہ
جس روز نظر تم ارجی پیاری نہیں آتے

ہم لاکہہ بلاتے ہین اونہین وصل مین مرزا
آغوش مین وہ شرم کے مارے نہیں آتے

دوہا

نہ نالہ ہی لبو نپر اور نہ اشک آنکھونسی جاری ہے
نہ روتی ہین نہ دہوتی ہین عجب حالت ہماری ہے

ایری سجنی بن پیا پرت نہیں جیا دیکہ
تن کانپت من جرت ہی اور نسب برہ کی آگ

کبہی نالے کبہی آہین کبہی اختر شماری ہی
بلا کی اضطراری ہی غضب کی بیقراری ہی

پرہا تہا کستھت عہا جانت ہی سب کوئی سے
جا سون بچہرت پران پت تا کی گت کہہ ہوئے

سدہ بدہ سب تنکی گئی رہو برہ دکہہ چہائے
مرن نکٹ پہونچی ابہی بیگ کہبر لیو آئے

اوٹہا جاتا نہین بستر سے یہ حالت ہماری ہے

دیو سناوت دن گئی بڑی ہون کی آس
بڑی بہئے تب یہ کیو بسے کو بری پاس

ستم عاشق یہ ہوتی ہین عدو کی پاسداری ہے

من کی من ہی مین رہی کیسے کہا بچار
ہم گو یار جبت تجہین اوکت تو آئی دہار

عجب طالع بدی یہ ہی عجب قسمت ہماری ہے

بحر ہزج مثمن سالم + مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن +

بیتم تمھری بیت ہان ہو رکت ناہاس | باقی یہ جو پران ہین نکس ہی ہر سانس

جو تم آئے نہین صاحب تو لو رخصت ہماری ہے

ٹوٹی ڈور پتنگ کی کون ملا دی آئے | جو بدہ بنا کے من بسہ آپ آ ڈی مل جائے

لبون پر جان آئی ہی نہایت بیقراری ہی

تن من دھن سب جت ہی بیت سہی نا جائے | دیکھہ کلیس سنسار کو پڑ و موڑ موری آئے

تڑپ ہی بیکلی ہے درد ہے نالہ ہی زاری ہی

برہ بان ایسے لگے کہ سانس لئی نہین جا | ہوک ہوت ہٹیت اوٹھت چین نہین نہ آ

جدائی مین اک آفت جان پر مرزا ہماری ہے

قہار اوسکا نام ہی کبریا ہی ہے
دشنام کو تمھاری نہ سمجھتے ہین ہم دعا
تم دل کو چاک کر کے مری دیکھہ لو صنم
کیا کوئی نذر دل کرے اپنا تمھین عجب
وہ ظلم ہی کی راہ سے کرتے نہین ہین قتل

جسپر دل اپنا آیا ہی وہ دلربا ہی ہے
فرمایئے کہ ہمسا کوئی مبتلا ہی ہے
مقصد بھی ہی مراد بھی ہی مدعا بھی ہے
دل لیکے تمنے یاس کیو دیا ہی ہے
عاشق کے قتل کرنے کا کچھہ حوصلا ہی ہے

کچھہ تمنے مرزا دیکھہ کے دل کو لگایا ہے
وہ بت ستم شعار ہی ہے دلربا ہی ہے

قیامت خیز اونکی ہر ادا ہے
کہون کیونکر مین اوسکو دلربا ہے
کہو کس بیوفا کو دل دیا ہی
مرا دل ملیے مجھسے پوچھتے ہین

جدہر دیکھو ادہر محشر بپا ہے
صنم ہی بت ہی مرشد ہی خدا ہی
کہ ہر دم لب پہ نالہ ہے بکا ہے
بتا دو تم مری مٹھی مین کیا ہے

وہ کس دہج سے بیٹہیا قتل کو ہین ادہر سر ہے ادہر خنجر دہرا ہے
سبب یہ ہے پریشانی کا میرے تمہاری زلف پر دل مبتلا ہے
تمہین نے ہے کیا پامال عالم تمہاری چال سے محشر بپا ہے
جسے سب زلف کہتے ہین عسل ایدد وہ آفت ہے قیامت ہے بلا ہے
غضب ہے غیر چہیڑین ظلم مجہپر نہ راکس کو ملے کسکی خطا ہے
لوئل ہی ڈالو تا جہگڑا تو چک جائے تمہاری ہاتہ سے دل کی قضا ہے
نہین کوئی شریک اپنا تو کیا غم مصیبت مین شریک اپنا خدا ہے
جو دل اونسے طلب کرتا ہون اپنا تو کہتے ہین کہو کیا ہوگیا ہے
برا نازک زمانہ اب لگا ہے جسے دیکہو وہ غم مین مبتلا ہے
چہپاؤ لاکہ مین سب جانتا ہون کہ دل حضرت ہی نے میرا لیا ہے

غزل مزا تری کیونکر نہو سیر
ترا مضمون سے سینہ بہرا ہے

نگہ سے تیغ ادا کیا جانے کیا ہے اجی وہ بیوفا کیا جانے کیا ہے
کوئی خوش دل نظر آتا نہین اب زمانے کی ہوا کیا جانے کیا ہے
جگر مین چٹکیان لیتی ہے ہردم ترے دلبر ادا کیا جانے کیا ہے
جو پوچہا زلف کیا شئے ہے تو بولے مری جانے بلا کیا جانے کیا ہے
کہلی جاتی ہے بلبل گل کی صورت خبر لائی صبا کیا جانے کیا ہے
اطبا اور ہی کچہ ہین بتاتے مرے دل کی دوا کیا جانے کیا ہے
وہ دل لیکر جگر کو تاکتے ہین اب انکا حوصلہ کیا جانے کیا ہے

بحر ہزج مسدس مقصور مفاعیلن مفاعیلن فعولن

جو جاتے ہو اسے بھی لیتے جاؤ | فقیرون کی دعا کیا جانے کیا ہے

مرے سوچے سے کیا ہوتا ہے مرزا
مقدر مین لکھا کیا جانے کیا ہے

بحر رمل مثمن مخبون محذوف + فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن +

میری جانب سے انہین ہو گئی نفرت کیسی | کہ وہ یہ بھی نہین کہتے تری حالت کیسی
غیر سے تم مری کرتے ہو شکایت کیسی | آئنہ رو یہ مری ساتھ کدورت کیسی
آئنہ کے سے چلن سیکھے ہین تمنے کیسے | کیون جی تمکو ہے یہ منہ دیکھے کی الفت کیسی
عاشقون کو ہی خدائی ہے یہ نعمت بخشی | خضر کیا جانے کہ ہے زیست کی لذت کیسی
منع کرتا ہون جو غیر دنکی دہان جانے کو | ہنسکے فرماتے ہین صاحب حرارت کیسی
آتے آتے وہ یہان پھر گئے گھر کو اپنے | ہای افسوس یہ برگشتہ ہے قسمت کیسی
اسمین بھی کوئی اجارا ہے نہین دیتے ہین | دل ندینے پہ وہ کرتے ہین شکایت کیسی
اونکو گر پھر یہ چڑہاتے ہین کہتے نہین لو | پھر یہ غیرون کی مری جان ہے صحبت کیسی
جی یہ بنجاتی ہے دم بھر جو وہ ہوتا ہے جدا | آگئی ہے مری وس گل پہ طبیعت کیسی
دل کو مل ڈالا جگر بھی کیا زخمی میرا | حشر یان ہو گیا سو بار قیامت کیسی

کس سے ہم حال کہین ہجر کے غم کا مرزا
بات تک کرتے نہین ہین وہ عنایت کیسی

بحر رمل مسدس محذوف + فاعلاتن فاعلاتن فاعلن +

تیغ کیا تیری ادا کے سامنے | چرخ کیا تیری جفا کے سامنے
کر دیا ہمکو بتون نے بھی تباہ | ہم کہینگے یہ خدا کے سامنے
لے نہ لے یہ تو ہے اوسکو اختیار | رکھدیا دل دلربا کے سامنے
شیخ کعبہ مین صنم کا ذکر ہے | بت پرستی اور خدا کے سامنے

دیکھکر زلفونکو یہ دل نے کہا / آگئے ہین کس بلا کے سامنے
حشر مین جاتی رہینگے سب گناہ / جب مین جاؤنگا خدا کے سامنے
یار کے کوچہ مین دیدی جان بھی / مٹ گئے ہم دلربا کے سامنے
پوچھتے ہین اب وہ درد اوٹھنے کا حال / مجھکو پاس اپنے بٹھا کر سامنے

لاکھہ تدبیرین کرے ہرزا اکبر
کچھ نہین چلتی قضا کے سامنے

بحر رمل مثمن مخبون محذوف + فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن +

اونپہ ظاہر ہوئی رونے سے مصیبت میری / آبرو بڑھ گئی اشکون کی بدولت میری
ایسی باتون سے نہین گھٹنے کی عزت میری / غیر کرتے ہین تو کرنے دو شکایت میری
موت کا خوف جو رکھتا تو فنا ہوجاتا / زندگی کا ہوئی سباب یہ غفلت میری
عشق سے میرا ہوا نام ہر اک جا روشن / میری وحشت سے ہوئی شہر مین شہرت میری
جان گھٹ گھٹ کے اگر دون نہ تو پھر کیا مین کرون / کوئی سنتا ہی نہین ہائے مصیبت میری
مرتے دم بھی نہ دکھائی مجھے صورت اپنی / نزع مین دیکھنے آئے نہ وہ حالت میری
آج دل بھی لو نہین دے آیا جگر بھی اونکو / جان پر کھیل گیا دیکھئے ہمت میری
بوسے کے نام سے منہ اپنا چھپا لیتے ہین وہ / دل سے کس طرح سے نکلیگی یہ حسرت میری

بعض موقع پہ اجی وصل مین ہرزا واللہ
کام ہشیاری کا کرجاتی ہے غفلت میری

بحر متقارب مثمن سالم + فعولن فعولن فعولن فعولن

نہ دل لیکے کی قدر جانی ہماری / ملی خاک مین زندگانی ہماری
نہ گردن کٹی پھر گیا تیغ کا منہ / یہ دیکھے کوئی سخت جانی ہماری
عجب ہی مزا ہو سنے جبکہ دشمن / زبانی تمہاری کہانی ہماری

جگہ غیر پہلو مین پانے لگے جب
بس اب ہو چکی قدر دانی ہماری
جو اوٹھتا ہون بستر سے آتی ہین چکر
بہت بڑہ گئی ناتوانی ہماری
گلون کو کرین خوب الفت کی تعلیم
جو گلشن مین ہو باغبانی ہماری

ضعیفی جب آئی تو مرزا یہ بولے
ہوا ہو گئی لو جوانی ہماری

بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف + مفعول مفاعلن فعولن +

کرتا ہون تو گفتگو تمہاری
رہتی ہے تو جستجو تمہاری
غنچے جب کھلتے ہین چمن مین
یاد آتی ہے گفتگو تمہاری
فرقت مین ہم ہین اور ای جان
تصویر ہے روبرو تمہاری
وہ کہتے ہین عشق سے ہمارے
شہرت ہوئی کو بکو تمہاری
آنکھون مین خیال ہے تمہارا
دل مین ہے آرزو تمہاری
کیونکر نہ ہزار تمکو چاہین
گل کی سی ہے گفتگو تمہاری

اورون کو ہے اور کی تمنا
مرزا کو ہے آرزو تمہاری

بحر خفیف مسدس مخبون محذوف + فاعلاتن مفاعلن فعلن

سچ کہو کیا ہوئی خطا ہمسے
آپ کیون ہو گئے خفا ہمسے
دل بگڑ کر ہوا جدا ہمسے
بن پڑے بیکسی مین کیا ہمسے
چاہیے تھی نہ یون دغا ہمسے
کی نہ بے مہر کچھ وفا ہمسے
اب کہان وصل کی امید بھلا
ہم جدا تمسے تم جدا ہمسے
سچ تو یون ہی نہین زمانے مین
بیوفا تمسے باوفا ہمسے
روز انکار مین گذرتا ہے
تمنے اقرار کب کیا ہمسے

آپ تو تو ہنسو رقیبوں سے	اور الٹا کرو گلا ہمسے
تیرے آزردہ ہوئے سے پیارے	موت بھی ہو گئی خفا ہمسے

سب سے کہتا ہے وہ ستم ایجاد
اتنو مرزا بھی ہیں خفا ہمسے

کس دل میں تیون کی جا نہیں ہے	اے قبلہ کہاں خدا نہیں ہے
تمسا کوئی بیوفا نہیں ہے	ہمسا کوئی آشنا نہیں ہے
عاشق پہ یہ ظلم یہ تعدی	ای جان تمہیں روا نہیں ہے
بیگانے ہیں سب یقین جانو	اپنا کوئی جز خدا نہیں ہے
نے رسم ہے وہ صنم تو کیا غم	بندے کا تو کچھ خدا نہیں ہے
قسمت میں لکھی ہی تھی جدائی	کچھ تمسے مجھے گلا نہیں ہے
عاشق کے تو جان پر بنی ہے	پر تجھکو خبر ذرا نہیں ہے
تم ہمسے رکے ہو آپ صاحب	بندہ کی تو کچھ خطا نہیں ہے
عیسے نے مجھے دیکھکر یہ بولا	ہونے کی اسے شفا نہیں ہے
منہ دیکھے کی اونکو ہے محبت	دل میں الفت ذرا نہیں ہے

دیکھا ان گلرخوں کو مرزا
مطلق انمیں وفا نہیں ہے

یہ دیر اتنی کیوں نامہ بر ہو گئی	کہ حالت ہماری بتر ہو گئی
وہ آتا نہیں دوپہر ہو گئی	یہاں شام ہی کو سحر ہو گئی
امید میں یون ہی گذری دوپہر	جوانی ہماری بسر ہو گئی

اونہون نے نظر کی بنائے جو تیر
ہماری ہی چھاتی کے سر ہو گئی

دل اوس سنگدل کا نہ پگھلا ذرا
مری آہ کیا بے اثر ہو گئی

مرا خط جو تونے دیا غیر کو
بڑی یہ خطا نامہ بر ہو گئی

تری یاد مین محو رہتا ہون مین
محبت تری اسقدر ہو گئی

غضب یہ فلک نے کیا وصل مین
کہ باتون ہی باتون سحر ہو گئی

رقیبون کا دم اب وہ بھرنے لگے
محبت ادہر کی ادہر ہو گئی

ہزارون تڑپتے ہین بسمل کیطرح
نظر اوسکی کیا فتنہ گر ہو گئی

فدا جب سے مرزا ہوئے زلف کے
بلا دل پر اور جان پر ہو گئی

گذر ہی گئی رات پھر بیٹھے بیٹھے
کہ باتون مین کردی سحر بیٹھے بیٹھے

لڑاتا ہون اوسسے نظر بیٹھے بیٹھے
مین کرتا ہون ٹکڑے جگر بیٹھے بیٹھے

غنی ہوکے اوٹھین نہ کیون سب چمن سے
لٹایا ہے غنچون نے زر بیٹھے بیٹھے

کسی سے ہوئین چار آنکھین یہ جب سے
گذرتی ہے آٹھون پہر بیٹھے بیٹھے

کہا کسنے اوس سے چلے جاؤ اوٹھکر
کدہر کو گیا نامہ بر بیٹھے بیٹھے

وہ ترغیب دیدے کے غیرونکو مجھسے
لڑاتا ہے کیا فتنہ گر بیٹھے بیٹھے

عدو سر اوٹھاتے ہین ہر سمت مرزا
ادہر بیٹھے بیٹھے ادہر بیٹھے بیٹھے

وہ تربت پہ میری جو آیا کرینگے
قیامت ہی ٹھوکر سے برپا کرینگے

جو ہم تیری محفل مین آیا کرینگے
رقیب اپنا منہ آپ کالا کرینگے

بناتے ہین ہر وقت زلفونکو اپنی
پھر اب کوئی آفت وہ برپا کرینگے

جو ارمان یون ہی رہی دلمین جیتے
گلی در گلی مجہکو رسوا کرینگے

جو کہل جائیگی میری اونکی محبت
عدو میرا گہر گہر یہ چرچا کرینگے

پسند اونکو پہر خود نمائی یہی ہوگی
جو آئینہ ہر وقت دیکہا کرینگے

جگر دل کا تو کر دیا خون میرے
وہ دیکہین ستم اور کیا کیا کرینگے

ٹہا کر عدو سے تو گالی کہلائین
نہ سمجہا تہا یون مجہکو رسوا کرینگے

کبہی تو لگا کر وہ سینے سے مرزا
ہمارے کلیجے کو ٹہنڈا کرینگے

بحر متقارب مثمن سالم - فعولن فعولن فعولن فعولن

وہ یان آئینگے سبکے گہر ہوتے ہوتے
گجر بجتے بجتے سحر ہوتے ہوتے

وہی بیقراری وہی رونا ہوگا
وہ جائینگے گہر کو سحر ہوتے ہوتے

اوکہڑنے لگی سانس یہ قہر دیکہو
جدائی مین ضعف اے قمر ہوتے ہوتے

وہ آئینگے میرے یہان آتے آتے
محبت کا ہوگا اثر ہوتے ہوتے

نکی فکر عقبے کی کچہ مین نے مرزا
کٹی عمر شام اور سحر ہوتے ہوتے

بحر رمل مثمن محذوف - فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

سارے عالم سے نرالے ہین چلن اوس یار کے
نازکی انداز کے گفتار کے رفتار کے

ہے محافظ زلف کیا بوسے ملین رخسار کے
گنج وہ ملتا نہین قبضے مین جو ہو مار کے

آدمی اے دل وہی دنیا سی ہو نفرت جسے
ورنہ وہ گنتے ہین جو طالب ہین اس مردار کے

سنتے ہی قصہ ہمین منصور کا باور ہوا
یعنے اس عالم مین حقگو مستحق ہین دار کے

کل کو کہجاتے ہو پرسون شکل دکہلاتے نہین
کب وفا ہوتے ہین وعدے آپکے اقرار کے

ہان کرو پامال دل انکھیلیونکی چال سے
ہم تو عاشق ہین صنم پازیب کی جھنکار کے

یار دلمین ہے کرین جاکر حرم مین کیون تلاش
گھر مین یوسف ہے عبث راہی ہین ہم بازار کے

دانت کھٹے ہوگئے دشمن کی ٹہر آئے رقیب
مین نے جب نالے کیے قرقیمین ڈاڑہین مار کے

تم نے اکدن ہی شگفتہ دل نہ مرزا کا کیا
بار ہا کہاتے رہے گو پہل تیری تلوار کے

بحر خفیف مسدس محذوف + فاعلاتن مفاعلن فعلن +

حال پر میرے کچہ نظر نہوئی
نے خبر کو مرے خبر نہوئی

روتے ہی ہجر مین کٹی سب عمر
چین سے اک گھڑی بسر نہوئی

غیر پر تو کیا کیے الطاف
اک نظر لطف کی ادہر نہوئی

کب نہین رو دیا آٹھ آٹھ آنسو
ہجر مین کب یہ چشم تر نہوئی

بیخودی اسکو کہتے ہین مرزا
دل کے جانے کی بھی خبر نہوئی

بحر مضارع مثمن اخرب سالم + مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن +

اقرار مین کیا جو انکار ہنستے ہنستے
بوسون پہ ہوگئی کل تکرار ہنستے ہنستے

گھر نور سے ہمارا پرنور ہوگیا سب
وہ ماہ جب کہ آیا اکبار ہنستے ہنستے

محفل مین عاشقون کی ابرو چڑہاتی ہین وہ
چل جائیگی کسیدن تلوار ہنستے ہنستے

لایا ہون نذر کو دل انعام کی صلہ تیز
عاشق کو دیجے بوسہ سرکار ہنستے ہنستے

آنے نہ آنے کا تو ہے اختیار انکو
لے تو لیا ہے انسے اقرار ہنستے ہنستے

اونکا ستم بھی دیکھو پردے مین لطف کا ہے
لیتے ہین چٹکیان وہ ہر بار ہنستے ہنستے

آتش کہین جو سنتے میری غزل کو مرزا
وہ لوٹ جاتے پڑھکر اشعار ہنستے ہنستے

بحر متقارب مثمن سالم؛ فعولن فعولن فعولن فعولن

بڑہی اب یہ صحبت ہی اغیار سے | وہ کرتے نہین بات مجھ زار سے
وہ کوچہ مین بستر جمانے نہ دے | جو ٹکراؤن سر روز دیوار سے
کبہی رحم ہمپر نہ تمنے کیا | کبہی پیش آئے نہ تم پیار سے
ارے دل کدہر ہی ترا آج دہیان | وفا کی اُمید اوس ستمگار سے
یہ کیا کہہ گئے اور آئے نہ پہر | ہی انکار بہتر اس اقرار سے
عوض بوسون کی جہڑکیان دین ہمین | یہ انعام ملتا ہی سرکار سے
بہت دن تڑپتے ہوئے ہجر مین | مشرف کرو اب تو دیدار سے
دل ابرو پہ صدقے کیا تو کہا | یہ ملک آیا قبضے مین تلوار سے

نہ مرزا کرو یاد ابرو کی روز
بڑہاؤ محبت نہ تلوار سے

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور؛ مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

جو زلف کو اوس شوخ کی کہیئے وہ بجا ہے | آفت ہی قیامت ہی مصیبت ہی بلا ہے
گالی کو توہین اونکی سمجہتا ہی دعا ہون | وہ زہر بہی دین تو مری حق مین دوا ہے
وہ کون ہی خوبی جو صنم مین نہین میرے | انداز ہے غمزہ ہے کرشمہ ہے ادا ہے
بیٹہے ہین دوپٹے سے چہپائے ہوئے منہ کو | آنکہین بہی ملاتے نہین اونکو یہ حیا ہے

وہ دل تو لیے جاتے ہین خوش خوش مرا مرزا
رستے مین مچل جائے کہین یہ تو مزا ہے

دل مین ہماری یاد ہے از بس کہ خال کی | کعبہ مین جای خاص ہی شیدی بلال کی
وہ کون ہی جسے نہین خواہش وصال کی | ہر سنگ مین ہی روشنی اوسکے جلال کی
انجام مین یہ دیکہیے کرتے ہین کیا نصیب | آغاز مین فنا ہوئی حسرت وصال کی

عشاق کے دلون کو ہنسانے کیواسطے ۔۔۔ محرم تمہاری جسم مین زیبا ہی جال کی

مرزا ابھی سے سیکھے مجھی پر عمل کیا
مجھکو بٹھا کے چلدئے وہ اچھی چال کی

قاتل اپنی ہوگئی ہے انتظاری آپکی ۔۔۔ قبر مین بہی یہ رہیگی یادگاری آپ کی
آپ ہین معشوق گر تو ہم ہین عاشق آپکے ۔۔۔ ایک ہی ہی بات عالم مین ہماری آپ کی
سیکڑون کا خاتمہ بالخیر دم مین ہوا ۔۔۔ موت سی کچھ کم نہین ہی انتظاری آپ کی
یون نہ مجھکو دیکھئے تیوری چڑھا کر بیرگہی ۔۔۔ بار ہوتی ہی مرے دل مین کٹاری آپ کی
مہر کا اور مہ کا کیا منہ ہی جو ٹھہرے روبرو ۔۔۔ دیکھکر دم ملک مین شکل پیاری آپ کی
جس طرح لیلی کی مجنونکی محبت کی ہی دہوم ۔۔۔ ہوگئی شہرت ہر اک جا اب ہماری آپ کی

مین جو تڑپا دیکھکر کہنے لگے مرزا وہ یون
حد سی زائد بڑھ گئی ہے بیقراری آپ کی

جبکہ بنکر مری تقدیر بگڑ جاتی ہے ۔۔۔ باتون باتون ہی مین تقریر بگڑ جاتی ہے
وصل کی کرتا ہون تدبیر بگڑ جاتی ہے ۔۔۔ کچھ نہین بنتا جو تقدیر بگڑ جاتی ہے
کبھی آتے ہین کبھی بات ہی کرتے نہین وہ ۔۔۔ کبھی بنتی کبھی تقدیر بگڑ جاتی ہے
حال رو رو کا جو لکھتا ہون کبھی نامے مین ۔۔۔ اشک گر پڑتے ہین تحریر بگڑ جاتی ہے
ہمدمو تم مری قسمت کی یہ خوبی دیکھو ۔۔۔ بات بنتی ہے تو تقدیر بگڑ جاتی ہے
بیقراری کا جو حال انکو کبھی لکھتا ہون ۔۔۔ ہاتھ تہراتے ہین تحریر بگڑ جاتی ہے

لاغری سے مرے عاجز ہین مصور مرزا
رنگ جب بہرتے ہین تصویر بگڑ جاتی ہے

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف + مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن + بحر رمل مثمن محذوف + فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن + بحر رمل مثمن مخبون محذوف + فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن +

بحر خفیف مسدس مخبون محذوف ۔ فاعلاتن مفاعلن فعلن

کیون نہ ٹکڑے ہون اب جگر دل کے
خنجر ابرو بنے ہین قاتل کے

شمع ہے جسکی بزم کا خورشید
ہم ہین پروانے اوسکی محفل کے

دل کو کر دیجے زلف سے آزاد
آپ عقدہ کُشا ہین مُشکل کے

وصل مین بہی رہے وہ مُنہ کو چہپائے
کچہ بہی نکلے نہ حوصلے دل کے

گر ہر ینگے قرہ کا دلمین خیال
پہوٹ جائینگے آبلے دل کے

دل جلاتے ہین عاشقونکا اور
آتش افروز اوسکی محفل کے

خوب رویا مین یاد مین قد کی
باغ مین سَرو سے گلے مل کے

سخت بانی کا ہو بُرا مرزا
تہک گئے ہات میرے قاتل کے

بحر ہزج مسدس محذوف ۔ مفاعیلن مفاعیلن فعولن

بہت غیر ہے غم سے حالت کسیکی
کہو دیکہہ جائین وہ صورت کسیکی

جگر ٹکڑے کرتی ہے فرقت کسیکی
غضب اوڑ ہاتی ہے غفلت کسیکی

کسینے کیا لاکہہ ہمپر ستم بہی
کسی سے نکی پر شکایت کسیکی

کہے کوئی کیا جاکے حال اوسکو اپنا
وہ سُنتے نہین اب نصیحت کسیکی

کسیکی لحد پر یہ کہتی ہے حسرت
نکی ہمنے افسوس خدمت کسیکی

نہ آتے وہی ہین نہ مرزا قضا ہے
جُدائی سے ہے مجہکو قیامت کسیکی

بحر خفیف مسدس مخبون محذوف ۔ فاعلاتن مفاعلن فعلن

آنکہہ جب دلربا سے لڑتی ہے
دل پہ اک چوٹ میرے پڑتی ہے

اب یہ ہے ضعف نالہ کرتے وقت
سانس سینے مین میرے اڑتی ہے

جب اونہین کوئی ظلم آتا ہے یاد
تو وہ آفت مجہی پہ پڑتی ہے

غیر سے گالیاں دلاتے ہیں وہ — بات یہ بھی تو دل میں گڑتی ہے

مرزا بنتی نہیں بنائے سے
اجی تقدیر جب بگڑتی ہے

بحر متقارب مثمن سالم + فعولن فعولن فعولن فعولن +

رقیبوں پہ ہے مہربانی تمہاری — اجی دیکھ لی قدردانی تمہاری
وفاؤں کی میرے جو دی داد تم نے — ہوئی مشتہر قدردانی تمہاری
ہر اک کو بنا لینا باتوں میں بندہ — یہ مشہور ہے دلستانی تمہاری
میں داغوں کو دل سے لگائے ہوں اے گل — بہت پیاری ہے یہ نشانی تمہاری
جسے چاہو لیجاؤ دل ہے جگر ہے — کریں اور کیا نذر جانی تمہاری
جگر ٹکڑے کرتی ہے عاشق کے واللہ — یہ جوبن یہ اوٹھتی جوانی تمہاری
سنا چاہتے ہیں اجی وصل میں ہم — کہانی ہم اپنی زبانی تمہاری

سناؤ غزل کوئی اور اپنی مرزا
ہے مشہور معجز بیانی تمہاری

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور + مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

تم بعد مرے میری وفا یاد کروگے — یہ یاد رہے روؤگے فریاد کروگے
گو جانتے ہیں ہم اسے برباد کروگے — لو دل بھی یہ دیتے ہیں کیا یاد کروگے
دیدینگے اگر دل تو یہ معلوم ہے ہمکو — ہر روز نیا تم ستم ایجاد کروگے
طاؤس کی مانند ہیں داغ اسمیں ہزاروں — کیا دل کو مرے لیکے پریزاد کروگے
تم بیوفا ہو جاؤگے مشہور زیادہ — ہر روز نیا گر ستم ایجاد کروگے

سمجھاتا ہوں دیکھو نکرو ظلم زیادہ
مرجائیگا مرزا تو بہت یاد کروگے

بحر رمل مثمن محذوف فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن

شاید آجائین کچھ اہل انتظاری چاہیے
اپنے مطلب کے لیے امیدواری چاہیے

مے تو پینا چاہیے رندو نکو تم پیتے ہو کیون
زاہدو تمکو سدا پرہیزگاری چاہیے

دل لگانا سہل ہے سختی اوٹھانا سخت ہے
دوستی تو کی ہے لیکن پایداری چاہیے

نیکنامی کا اگر طالب ہے کوئی تو اوسے
خاکساری چاہیے اور انکساری چاہیے

ماہ کو دیکھو کہ سب پر رہتا ہے سایہ فگن
خوبصورت تم ہو پر سیرت بہی پیاری چاہیے

جسکو دیکھو پیسے پر مرتا ہے غربا پر ہے کیا
اس زمانے مین تو بیشک مالداری چاہیے

دو ہی دن مین جانسے بیزار اپنی ہو گئے
مدتون فرقت مین قمر انتظاری چاہیے

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن

اتنی تو ہوئی شکر ہے تاثیر کسیکی
آنکھون مین پہرا کرتی ہے تصویر کسیکی

ابرو کا تصور جو مین کرتا ہون کسیکے
گردن پہ مرے پہرتی ہے شمشیر کسیکی

اک عمر جدائی مین مری روتی ہی گذری
مجھسی بہی نہو دہر مین تقدیر کسیکی

دنبالہ بناتے ہین دیا جاتا ہے سرمہ
ہوتی ہے ادہر قتل کی تدبیر کسیکی

یہ جسکو خدا دیتا ہے ملتی ہے اوسی کو
ہے شعر کی دولت نہین جاگیر کسیکی

آتا بہی اگر ہے تو وہ رہتا نہین دم بہر
بن بنکے بگڑ جاتی ہے تقدیر کسیکی

قمر مجھے فرقت مین جو آتی ہے کبہی یاد
او بہاتی ہے اوبہی ہوئی تقریر کسیکی

بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن

دل کو سپند سینے کو مجمر بنائینگے
اور حوصلے کو اپنے سمندر بنائینگے

ناوک نگہ کا چھوڑ کے محفل مین غیر کی
دل کو نشانہ یہ پری پیکر بنائینگے

دیوانہ وہ ہون دیکہنا فصاد فصد کو
خنجر کو توڑ توڑ کے نشتر بنائینگے

ابرو کی یاد چھوڑینگے کرکے قطرہ کا عشق
خنجر کو توڑ توڑ کے نشتر بنائینگے

چار آنکھ آئنہ رو کرینگے بلا کے جب
بارہ دری مین ہمکو وہ ششدر بنائینگے

دیدہ کو ہمسری ہی مری کیا سحاب سے
مرزا ہمارے اشک سمندر بنائینگے

بحر رمل مثمن مخبون محذوف + فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن +

تونے گر شکل صنم اپنی دکھائی ہوتی
رنج کی غم کی نہ پہر مجھپہ چڑہائی ہوتی

آنکھ ایجان اگر تمسے لڑائی ہوتی
عمر بہر اپنی کبھی پہر نہ رہائی ہوتی

ای صنم اپنے جو قبضے مین خدائی ہوتی
تیری ہی شکل زمانے مین بنائی ہوتی

میرے نالون نے اگر موم بنائی ہوتی
دل مین اوس بت کی محبت ابھی آئی ہوتی

غم کی حالت سی مین آگاہ تمہین کردیتا
گہر تلک آپکے میری جو رسائی ہوتی

بوسہ رخ کا ابھی لے لیتا نہین تنگ آکر
سرکی چہرے سے اگر تیرے دوائی ہوتی

روز نظارہ کا پیارے ہمین رہتا ہی خیال
کبھی صورت تو ہمین آکے دکھائی ہوتی

ہجر کی تاب نہین ایک گہڑی ہے مجھکو
ہای اس زیست سے تو موت ہی آئی ہوتی

اب تو ابتر ہے بہت ہجر مین مرزا کا حال
کچھ خبر تمنے بھی ای جان منگائی ہوتی

بحر متقارب مثمن سالم + فعولن فعولن فعولن فعولن +

بڑہائی ہے غیرون سے صحبت کچھ ایسی
کہ میری نہین اب محبت کچھ ایسی

بمشکل مرے لب پہ آتے ہین نالے
بڑہی آج کل ہی نقاہت کچھ ایسی

پہرا کرتا ہون رات دن کوہ صحرا
مجھے ان دنون مین ہی وحشت کچھ ایسی

وہ بت بے بلائے مرے گہر پہ آیا
خدا کی ہوئی مجھپہ رحمت کچھ ایسی

مرے قتل کو اک اشارہ ہی کافی
نہین تیغ کی ہے ضرورت کچھ ایسی

جو مرزا مین اوٹھتا ہون آتے ہین چکر
مری غیر ہے غم سے حالت کچہ ایسی

بحر ہزج مسدس اخرب مقبوض محذوف + مفعول مفاعلن فعولن

بر مین مرے سیمبر نہین ہے
خالی ہے صدف گہر نہین ہے

اوڑ کر ترے پاس مین پہونچتا
مجبور ہون یہہ کہ پر نہین ہے

کیا میری طرح کہین لڑی آنکہ
بہو جہ یہ چشم تر نہین ہے

ہے حسن کی تیرے دہوم گہر گہر
شہرہ تیرا کدہر نہین ہے

باز آو جفا سے ابتو ای یار
منظور وفا اگر نہین ہے

یان جان پر اپنے آبنی ہے
پر تجہکو ذرا خبر نہین ہے

لازم ہے کچہ تو اسکی قدر کرنا
آنسو ہے مرا گہر نہین ہے

کیا سرو کو تیرے قد سی نسبت
اوسکے دہن اور کمر نہین ہے

مرزا کب تک اوٹہاؤن سختی
پتہر کا مرا جگر نہین ہے

بحر ہزج مثمن سالم + مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

شکایت کی جگہ لب پر شکایت آہی جاتی ہے
محبت لاکہ ہو لیکن عداوت آہی جاتی ہے

رکے کیونکر نہ وہ مین ہی تو پل چلنے کو آندہی ہون
بہت سی خاک اوڑانے سے کدورت آہی جاتی ہے

نظر آغاز مین انجام پر رکہنا ہی لازم ہے
بڑہا جب عشق پہر سر پر قیامت آہی جاتی ہے

رقیبونکو بٹہا کر پاس تم ہمکو جلاتے ہو
شرارت سے تمہاری یان حرارت آہی جاتی ہے

ادہر ہم گرم جوشی یار سے کرتے ہین ای مرزا
اودہر دلمین رقیبون کے عداوت آہی جاتی ہے

بحر خفیف مسدس مخبون محذوف + فاعلاتن مفاعلن فعلن

دل دیا تمکو باوفا سمجھے
کیا سمجہنا تہا ہاے کیا سمجھے

کی بدی تمنے ہم بہلا سمجھے — تمنے گالی دی ہم دعا سمجھے
بہولے سبہ سمجھے دل دیا تمکو — اب یہ پچہتاتے ہین کہ کیا سمجھے
چپکے چپکے یہ کہہ رہے ہو کیا — کہو بات ایسی دوسرا سمجھے

بزم سے اوٹھہ گئے مرے مرزا
نہین معلوم کیا خطا سمجھے

عاشقو دلکا لگانا کوئی ہمسے سیکہہ جاے — آہ کرنا تلملانا کوئی ہمسے سیکہہ جاے
ہنسکے بجلی کا گرانا یار کو آتا ہے خوب — ابر سا آنسو بہانا کوئی ہمسے سیکہہ جاے
بار ہا ہمنے دیا ہے چرخ ڈور و کر بہا — نوح کا طوفان اوٹہانا کوئی ہمسے سیکہہ جاے
ہوگئی برباد یم سن راگ ہی مین عشق کے — بلبلو غم کا ترانا کوئی ہمسے سیکہہ جاے
تم اوڑانی آئے ہو ہمکو خدا کی شان ہے — ناصحو باتین بنانا کوئی ہمسے سیکہہ جاے
سرمہ آنکہو مین لگا کر کہتے ہین ہنس ہنس کرو — تیغ کو تیہر چپانا کوئی ہمسے سیکہہ جاے
بام پر ہم غصے نقاب اپنی اوٹہا کر کہتے ہین — طور کا جلوہ دکہانا کوئی ہمسے سیکہہ جاے
سیکڑون آفت اوٹہائی بیٹہے ہین ہم اے فلک — ہجر کے صدمے اوٹہانا کوئی ہمسے سیکہہ جاے

اسمین کچہہ دعوی نہین مرزا کو اور یہی غرور
شعر کہنا عاشقانا کوئی ہمسے سیکہہ جاے

ہوا جاتا ہے پھر الجہنگے اونکی زلف مین دل ہے — مدد کیجے مری مشکلکشا یہ سخت مشکل ہے
یہ اچہا تفرقہ ڈالا پہنسا کر زلف مین اوسے — ادہر روتا ہو تمین دلکو ادہر روتا مجہے دل ہے
تمہاری یار ڈر دیدہ نگاہو نسے یہ ثابت ہے — تمہین دل لیگئے ہو اور تمہارے پاس ہی آئی
جہان چاہو لگا دو شوق سے ناوک نگاہون کے — کہ پہلو ہے کلیجہ ہے جگر ہے سینہ ہے دل ہے

بحر رمل مثمن مقصور فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات

بحر ہزج مثمن سالم مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

بجانے کیا اشاروں سے وہ کہکر جلد سے گھر کو | کہ پہلو سے نکلنے کے لیے مچلا ہوا دل ہے
ذرا انسے تم سر تو اوٹھاؤ اے پری پیکر | گھٹی جاتی ہین لاکھون آہ زونین مضطرب دل ہے
مرا دل وندتی تم عیر کی محفل مین لیجا کر | ستم پر وہ ستم کرتے ہین مجھپر سخت مشکل ہے
خوشی کے مارے جسکو دیکھکر تو ہے زخود رفتہ | وہ اے مجنون بگولہ ہے نہین لیلی کا محمل ہے

لحد مین رکھکے اے مرزا پھر آتا ہی نہین کوئی
جسے کہتے ہین سب دنیا یہ منہ دیکھے کی محفل ہے

بیانسے کل کلام با ترکیب یعنے با اضافت و نون غنہ و واو عطف

چھپنے کی شوخیان نہین رزمگاہ کی | سو دن جو چور کی ہے تو اک دن ہے شاہ کی
سنے وفا رحم کہین کرتے ہین نالے سنکر | لاٹھی مارے سے کہین پانی جدا ہوتا ہے

مخمس بر غزل جناب راجہ سری شاد بہادر احقر برادر زادہ راجہ گردہاری پرشاد بہادر
محبوب نواز ونت المتخلص باقی دام اقبالہ اعزاز تما ی حیدر آباد دکن

کھیلا ہمنے ہر ایک فرات کا کھیل | شیخ کالات کا منات کا کھیل
پایا قائم نہ کوئی بات کا کھیل | دیکھا دنیا کے التفات کا کھیل

سب یہ نادان ہے حیات کا کھیل

اونکا آکر بگاڑنا زلفین | دل دکھا کر بگاڑنا زلفین
مسکرا کر بگاڑنا زلفین | وہ بنا کر بگاڑنا زلفین

یاد ہے ہمکو کل کی رات کا کھیل

آنکھین حسن کے موڑون پڑ در پے | ٹانکے سینے کے توڑون پڑ در پے

آبلے دل کے پھوڑون پڑی در پئے — آہ سوزان کو چھوڑون پڑی در پئے
تم جو دیکھو شب برات کا کھیل

بات کرنے مین سر جھکا لینا — بوسے کے وقت مُنہ چھپا لینا
بندہ ہر ایک کو بنا لینا — باتون باتون مین دل اڑا لینا
یہ تو ہے اونکے بانکپن ہٹ کا کھیل

عیش بھی کی وہ تھی جو قسمت مین — غم الم بھی اوٹھائے فرقت مین
یہی پڑ بیتا تھا مرزا وحشت مین — مٹیے احقر بتون کی اُلفت مین
کھیل ڈالا ہی کائنات کا کھیل

مخمس بر غزل اوستاد مدظلہ العالی

مانند شمع دل کو جلایا یہ کیا کیا — اغیار کی نظر سے گرایا یہ کیا کیا
سب مین ذلیل و خوار کرایا یہ کیا کیا — بزم عدو مین مجھکو بلایا یہ کیا کیا
شر بیٹھے بیٹھے تمنے اوٹھایا یہ کیا کیا

تمنے تو کوئی بات کہی بھی نہین خلاف — کیون عین وقت پر کیا ہمسے پھر انحراف
یہ بھی بعید بندہ نوازی خطا معاف — بوسہ اگر نہ دینا تھا کہدیتے صاف صاف
آنچل سے تمنے مُنہ کو چھپایا یہ کیا کیا

کہتے تھے تم کہ دل نہ ٹٹولینگے ہم کبھی — اب رخ سے بھی نقاب نکھولینگے ہم کبھی
تیغ جفا بھی تم یہ نہ تولینگے ہم کبھی — یہ قول تھا ابھی کہ نہ بولینگے ہم کبھی
پھر ایسے گلے سے ہمکو لگایا یہ کیا کیا

غیرون کے ساتھ مین ہے یہ لازم صحبت — مجھسے تو اور رکہتا تہی مجھکو موافقت
اب کسکے نالے تجھسے کرینگے ملازمت — اب کسکی آہین تجھسے کرینگی مصاحبت

اے چرخ تونے مجھکو مٹایا یہ کیا کیا

کچھ چرخ کینہ جو کے ستم کا تہا تذکرہ — کچھ جان کنی کا ذکر تہا قسمت کا کچھ گلا
کچھ دل کا حال درج تہا کچھ شکوۂ جفا — قاصد لکھا تہا اوسمین شب غم کا ماجرا

نامہ کمر سے تونے گرایا یہ کیا کیا

ابتک نکی فغان کہ سنینگے صدای قم — غالب تہا یہ گمان کہ سنینگے صدای قم
ہم مرگئے یہان کہ سنینگے صدای قم — دی عشق لب مین جان کہ سنینگے صدای قم

عیسی نے معجزہ نہ دکہایا یہ کیا کیا

مرزا کی بات کان لگا کر سنو ذرا — الفت نہ یک بیک تہی ہمین اوس سے توڑنا
کرتا ہے ظلم ہائے کوئی ایسا دڑا — اب کہیئے کس طرح سے جیےگا وہ غمزدا

ثاقب کو تمنے دل سے بہلایا یہ کیا کیا

مثلث بر غزل خود

وہ اعتقاد خام وہ ہذیان ہی نہین — دلسے چھپے جو عشق یہ امکان ہی نہین

ناصح کی بات سننے کو یان کان ہی نہین

کیا اوس بہار کی مین کہانی بیان کرون — پیری مین کیا مین حال جوانی بیان کرون

وہ ولولہ وہ جوش وہ ارمان ہی نہین

یہ بہی ہے اونکی ایک شرارت شب وصال — یہ بہی ہے چھیڑ تو چھپے ہین مسند مہ جمال

سب جانتے ہین ایسے کچھ انجان ہی نہین

کیا اونپہ دیکھو فضل الٰہی ہے آجکل
دونون طرح سے اونکی بن آئی ہی آجکل
دل بھی مرا نثار ہے کچھ جان ہی نہین

افسوس تمنے ترک نہین کی ہنوز مے
رندون کی ساتھ پیتے ہو چھپ چھپکر روز مے
ای شیخ جی تمہارا کچھ ایمان ہی نہین

بیٹھے ہو سر جھکا کے ملاتے نہین نظر
کیون آج جھینپے جاتے ہو تم بات بات پر
گھر مین رہے جو غیر کے مہمان ہی نہین

کہتا نہین ہون یہ کہ کرو درگذر حدیث
دیکھو بھی اوسکی قدر تین سنتے ہو گر حدیث
آنکھین بھی لو سنے دی ہین فقط کان ہی نہین

درج جگر مین گوہر اعلےٰ یہی تو ہے
قوم بشر مین جوہر اعلےٰ یہی تو ہے
حسین نہین ہے انس وہ انسان ہی نہین

گو محو خواب عشق ہون پر یہ خیال ہے
مرزا کسیکی زلف بھی آشفتہ حال ہے
کچھ دل مرا اکیلا پریشان ہی نہین

مثلث بر غزل استاد مدظلہ العالی

عشق مین ہو گئی ہے زرد جو ساری صورت
کہتے ہین دیکھکے احباب ہماری صورت
کیا سے کیا ہو گئی دو دن مین تمہاری صورت

بات کرتے ہین تو نیچی کر لیتے ہین نگاہ
ابھی کم سن ہین نہین طرز جفا سے آگاہ
بھولی باتین ہین مری یار کی پیاری صورت

عمر خضری ہو ابہی آپ ہی کا ذکر تہا یار — آئیے آئیے مضطر تہا بہت یہ دل زار
کئی دن سے نہین دیکہی تہی تمہاری صورت

دم تو بہرتے ہین محبت کا جوان و کم سن — چاہنے والے تو ہین آپکے لاکہون لیکن
زخم پر زخم کوئی کہائے ہماری صورت

نے غرض رنج نہین سہتی ہے خاک اوٹہ اوٹہکے — خود بیتون سے یہی کہتی ہے خاک اوٹہ اوٹہکے
تم بہی ہو جاؤ گے اک روز ہماری صورت

نے اجازت جو مگر دیئے لیے بوسے شب وصل — میری آغوش مین تنگ آ کے وہ بولے شب وصل
اب نہ خالق نے مجہے دکہلائے تمہاری صورت

تاب نظارہ کوئی لا نہین سکتا اے ماہ — مجہکو سکتا جو ہوا اسکا عجب کیا اے ماہ
آئینہ دیکہکے حیران ہے تمہاری صورت

اب کسی طور سے جمتے نہین دنیا مین قدم — جینے سے تنگ ہون لے چل مجہے اب سوے عدم
دیکہتی کیا ہے تو اے موت ہماری صورت

کیا یہ مرزا کے حالت کہ ہے قاصر تا تب — ہجر دلبر مین یہ حالت ہوئی آخر تا ئب
رو دیا دیکہکے ہر شخص ہماری صورت

رباعیات

جب تک ہے چرخ چرخ پر ماہ — زاہد کے رہے زبان پہ اللہ
حق سے مرزا کی یہ دعا ہے — ہو آسمان جاہ آسمان جاہ

ولہ

بام گردون ہے بام شمس الامرا — ہے ماہ فلک غلام شمس الامرا

حق تو یہ ہے مرزا کہ میان عالم	خورشید صفت ہی نام شمس الدین

وله

کا ہے کو زمانے مین بُرائی ہوتی	مداح تمہاری ہی خدائی ہوتی
مرزا جو سمجھتے تہے بتون کو تجھے	اللہ سے لو تمنے لگائی ہوتی

وله

انسان حباب کی طرح سے ہے	ہستی یہ شراب کی طرح ہے
آنکھین ہوئین بند تب کہلا یہ	دنیا ہی خواب کی طرح ہے

وله

گو جان چلی جائے کرے اُف نہ مگر	ہے پاس ادب عشقمین اعلیٰ جوہر
یون دلمین ہین کہتا ہو کسی کی الفت	جسطرح سے ہو بطن صدف مین گوہر

وله

عدو کو زہر ہے واللہ تیغ افسر جنگ	قضا کی لہر ہے واللہ تیغ افسر جنگ
یہ جسپہ پڑتی ہے مرزا وہ دم نہین لیتا	خدا کا قہر ہے واللہ تیغ افسر جنگ

وله

حاصل نہوا عجز کی تحریر سے کچہ	پگہلا نہ وہ ظالم مری تقریر سے کچہ
سچ ہے کہ اگر جان بہی دیدی مرزا	تدبیر کی چلتی نہین تقدیر سے کچہ

وله

دیندار وہی ہے و مسلمان ہے وہی	عارف ہے وہی مرد خدادان ہے وہی
جو جانتا ہے حاضر و ناظر اوسکو	دنیا مین اگر پوچہو تو انسان ہے وہی

ولہ

اللہ بچا فریب شیطان سے مجھے
جہلاؤں کی صحبت پریشان سے مجھے
مرزا کی یہی دعا ہے ہر صبح و مسا
آگاہ تو کر طریق عرفان سے مجھے

ولہ

جب سے کہ سنبھالا ہوش میں نے یارب
کوئی بھی کیے کام نہ اچھے یارب
مرزا سے گنہگار کو پہنچاتا ہے رزق
اس تیری کریمی کے میں صدقے یارب

ولہ

نابود کو بھی بود وہی کرتا ہے
اور بود کو نابود وہی کرتا ہے
قدرت میں نہیں دخل کسیکو اوسکی
جو چاہتا معبود وہی کرتا ہے

ولہ

دل کو نہ کبھی فکر سے خالی پایا
جب پایا تو اوسکو لاؤبالی پایا
مرزا جو بغور دیکھا میں نے عالم
نیرنگ طلسمات خیالی پایا

ولہ

بندو نپہ نہایت ہے عنایت اوسکی
ہر حال میں برستی ہے رحمت اوسکی
غمخوار نہیں کوئی تو کیا غم مرزا
ماں باپ سے بھی بڑھکے ہے شفقت اوسکی

ولہ

اب کے مجھے شکل وہ دکھلائینگے
کب کے مجھے شکل وہ دکھلائینگے
مرجاؤنگا جب تڑپ کے میں کیا مرزا
تب کے مجھے شکل وہ دکھلائینگے

قطعہ تاریخ مصنف دیوان المتخلص بہ مرزا حیدرآبادی

عرض مرزا سے جو ین بشنو ز لطف — گو نکہت دارم ز نذر این خزف
قابل نذر سخندان گو کہ نیست — کرد او قانت اندرین دیوان تلف
قامت تاریخ بے روسیت لیک — گر قبول افتد زہے عز و شرف

۱۳ ہ ۱۲

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب حکیم ضامن علی صاحب جلال لکھنوی

اسکی بیتین ہین ابرو خوبان — نام دیوان بجا ہے غنچۂ حسن
لکھدو تاریخ طبع کی یہ جلال — کہ دلون پر چلا ہے خنجر حسن

۱۳ ہ ۱۲

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب منشی اشرف علی صاحب اشرف لکھنوی

کلام سخن سنج نازک بیان — ہوا طبع کیا ہی بصد حسن و زیب
ہو اشرف اگر فکر تاریخ کی — کہو غنچۂ حسن ہے دلفریب

۱۳ ہ ۱۲

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب رائے ہری پرشاد صاحب المتخلص بہ خبیر منتظم دفتر صدر معتمد پیشکاری

طبع مرزا کا جب ہوا دیوان — شعر جسکا ہر اک ہے پیکر حسن
خبیر سے اوسکا سنیئے سال کمال — جلوۂ مہر و ماہ غنچۂ حسن

۱۳ ہ ۱۲

ایضاً بزبان فارسی

طبع دیوان چو مرزا فزود — از دل شاعران بود شکیب
گفت میر اسپ فکر سالش خبیر — بوستان خیال مجلس زیب

۱۳ ہ ۱۲

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب بابو مولچند صاحب المتخلص بہ احقر راولپنڈی تلمیذ حضرت تائب لکھنوی

ہی یہ دیوان ایسا ہی احقر
خیرہ ہو جسے صاحب نظر کی نگاہ
سال مجمع مین لکھا ہی برا جسم
غنچۂ حسن خوب ہے واللہ

قطعہ تاریخ طبعزاد منشی پیاری لال صاحب خوشنویس متخلص بہ شادان خلف لالہ کنور سین صاحب قوم کالیست سکسینہ ساکن محلہ نوبستہ واقع شہر لکھنؤ از حروف منقوطہ

بعد ترتیب اب یہ غنچۂ حسن
چھپ گیا صاف مدروشن واعلےٰ
سال ترتیب کا لکھو شادان
غنچۂ حسن واہ خوب چھپا

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب منشی گوبند پرشاد صاحب فضا لکھنوی

وہ چہ دیوان کہ بحسن و خوبی
حرف حرفش چون بتان لجوے
سال ترتیب فضا گفت چنین
غنچۂ حسن کمان ابروے

قطعہ تاریخ طبعزاد عالیجناب راجہ سری پرشاد بہادر المتخلص بہ احقر برادر زادۂ عالیجناب معلی القاب راجہ گردھاری پرشاد بہادر محبوب نواز وقت باقی اعزاز نماے حیدرآباد دکن تلمیذ حضرت تائب لکھنوی مدظلہ العالے

جو کہ دیوان ہی نرالا ہو
کیون نہ پھر اوسکے دیکھنے کی ہو چاہ
سال منقوط لکھدو اے احقر
غنچۂ حسن مین فزون ہو گا شاہ

قطعہ تاریخ طبع از جناب منشی ہنیت رای صاحب لکھنوی متخلص بہ محقق خلف جناب منشی جسکہہ رای صاحب فرباں نولیس سلطانی متخلص بہ مقبول القاعدہ زبر و بینات

طبع شد نادر کلام میرزا داود بیگ ای محقق خوب تاریخش بزبر و بینات	چون بہ جہد تائب دانا و نامی و جلیل گفت دل ۔ دیوان مرزا برگزیدہ بیعدیل

۱۲   ۶   ۱۴

میزان	و	ی	و	ا	ن	م	ر	ت	ا	ب	ر		۱
	۳۵	۱۱	۱۳	۱۱۱	۱۰۶	۹۰	۲۰۱	۸	۱۱۱	۳	۲۰۱	جمع	۲
	گ	ز	ی	و	ہ	ب	ے	ع	و	ی	ل		۱
	۱۰۱	۸	۱۱	۳۵	۶	۳	۱۱	۱۳۰	۳۵	۱۱	۷۱	ھ ۱۲۲	۲

قطعہ تاریخ طبع از جناب منشی شیو پرشاد صاحب وہبی منیجر مطبع اودھ اخبار لکھنؤ

میرزا کا یہ دوسرا دیوان لکھدو وہبی یہ مصرع تاریخ	فی الحقیقت ہی رشک لعل یمن بزم آرا کلام غنچۂ حسن

۱۲   ھ   ۱۴

قطعہ تاریخ طبع از جناب منشی نتھو لال صاحب المتخلص بہ نائب ملازم کوٹھی لالہ گوبند پرشاد صاحب خزانچی میرٹھ بنک مدظلہ العالی مع تقریظ نظم

شاعر شیرین زبان خوش بیان نکتہ دان صاحب حکمت فلاطون مرتبت والا نژاد	اہل معنی اہل دانش اہل جوہر اہل فن ذی علوم و ذی فنون ذی کمال و پُر فطن

م نامی در جہان مشہور مثل آفتاب
ﺑﻴﺎن دیوان بلیغ و نادر و نایاب گفت
ﻬﺪش الفاظ رنگین دلفریب ناظران
رفہا در دلفروزی ہمچو لعل بے بہا
مصرعش سلک دُر شہوار مضمون آمدا
ہر کہ سازد وصف ابیاتش ز صدق و صاف دل
وصف او از من کجا ممکن کہ می گوید ملک
ان ہمین نظم دلارا از برای طبع دام
ﺑﺎ کردم چون فکر سال ترتیبش بہ بہ

میرزا داود بیگ اہل ہنر اہل سخن
مرحبا صد مرحبا شور پسند اہل سخن
ہر غزل بی شبہ باشد رشک باغ نسترن
نقطہا در تابش و پاکیزگی دُرِّ عدن
شعر تر لاریب بودہ غیرت لعل یمن
از دہانش دُر بریزد وقت تحسین سخن
بر فلک صل علے ہر صبح در سرّ و علن
کرد ایما و اشارت بہر تاریخش بمن
گفت ہاتف ۔ دوجہ نایاب بستان سخن

۱۱ ھ ۱۳

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب کھنولال صاحب تائب مالک کارخانہ بزم تہذیب لکھنؤ یحییٰ گنج مدظلہ العالی

کیوں نہ دیوان یہ نرالا ہو
لکھدو تاریخ طبع ای تائب

فقرہ فقرہ ہے اسکا زیور حسن
خنجر اوج حسن خنجر حسن

سمت ۱۹۵۲ بکرما

ایضاً تاریخ ترتیب دیوان

خوب و بے مثل یہ دیوان چھپا
سال ترتیب رقم کر تائب

جس کا دلچسپ ہے فقرا فقرا
خنجر حسن کلام مرزا

۱۰ ھ ۱۳

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب رای ٹھاکر پرشاد صاحب المتخلص بہ نظم نجوز بیشی مددگار ناظم نظم جمعیت سرکار نظامی تلمیذ حضرت تائب لکھنوی

واقعی یہ کلام مرزا ہے	نادر الوقت و بیمثال جہان
خامۂ نظم نے لکھا یون سال	خنجر حسن آئینۂ دیوان

۱۳۰۰ ف

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب رای کشن پرشاد صاحب المتخلص بہ کاتب تلمیذ حضرت تائب لکھنوی خلف رای اسیتل پرشاد صاحب خوشرم حیدرآباد دکن

واہ وا کیا کلام مرزا ہے	جسپہ مفتون ہی ہر سخندان آپ
مصرعۂ سال لکھدو ای کاتب	کہہ ہے اپنا نظیر دیوان آپ

۱۳۰۰ ف

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب شیخ رحیم بخش صاحب غافل حال وارد کلکتہ تلمیذ حضرت تائب لکھنوی

لال ہی اوصاف تصنیفات مرزا امین بان	آفرین کہتا ہی اسکو دیکھکر اہل ہنر
جو ہوا سال مرتب کا خیال ای ہمنشین	خامۂ غافل نے لکھا نشتر قلب و جگر

۱۳۰۰ ھ

قطعہ تاریخ مصنفہ مرزا دیوان نعتیہ قصائد از تصنیف نواب عالیجناب حافظ محمد عبد الصمد خان بہادر دام اقبالہ اعزاز نمای شہر مدراس

جسنے دیکھا اس کتاب لاجواب ہر کو	جیا گئی بس لسپہ اوسکی عز و شان معرفت

کہتے ہین قدسی یہ پڑھ پڑھکر درود آٹھون پہر | کیا زمین شعر پہ ہے آسمان معرفت
بیت ہر ہمصورت تسبیح خاک پاک ہی | لفظین دانی ہین قوانی رازدان معرفت
فکر مین تاریخ کی ڈوبا تو یہ دل نے کہا | چھپ گیا مرزا لکھو اب بوستان معرفت

۱۲ ـ ۶ ـ ۱۳

ایضاً

وقت سیر رسالۂ پاک | این گفت ہزار گلشن خلد
مرزا بنویس سبے سر جبد | کمیاب بہار گلشن خلد

۱۲ ـ ۵ ـ ۱۳

قطعہ تاریخ تولد فرزند مرزا مظہر علی بیگ خلف اکبر مصنف ہذا

مجھکو اولاد سے کیا ممتاز | کیون نہ رحمت پہ تیری ہون شیدا
سال لکھدو یہی لبِ مرزا | آج لختِ جگر ہوا پیدا

۱۲ ـ ۵ ـ ۸۷

قطعہ تاریخ مکان مجتبیٰ جناب محمد قاسم داروغہ مدرسہ صنائع حیدرآباد دکن

آنکہ جمعدار ما کرد بنای سعید | از سر خوش اعتقاد جست سنش با عاو
ہست مبارک محل طرح عجیبش جدید | گفت بمرزا سروش خانۂ نعمت مزید

قطعہ تاریخ طبعزاد گلشن ظرافت حصۂ دوم یادگار استاد تائب لکھنوی

چھپا جس وقت یہ نادر رسالہ | ہوئی تاریخ کی مجھکو تمنا
صدایہ غیب سے آئی کہ مرزا | رقم کر ــ باب باغ روح افزا

۱۳ ـ ۵ ـ ۱۱

اول بار ماہ جون ۱۸۹۵ء مطبع نامی لکھنو مین منشی کھنولال صاحب تائب کی فرمائش سے انتقل کالاصل طبع ہوا

غنچہ حسن کا جوہر

واضح ہو کہ یہ دیوان فصاحت کی جان لطافت کی کان جسمین ابتدائے ردیف الف سے نہایت ردیف ی تک کُل کلام اردو محاورے مین ہے لیکن نہ واو عطف نہ نون غنہ نہ اضافت کسی جا ہے بعض موقع پر نون غنہ آگیا ہے تو وہ اسم ہے بدین لحاظ اسمین کوئی صاحب غلطی نہ تصور فرمائین مثلاً مغان اگر اسکو باعلان کوئی وضع کرے تو کرے ورنہ ناجائز ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ اگر کہین قافیے پر نون غنہ شاید آبھی گیا ہے تو حسب قاعدہ نظم الف اردو کا بھی ضروری ہے پس اردو کی الف کا اسقاط آساتذہ متقدمین نے درست و جائز کہا ہے اس لحاظ سے ان پر نون باعلان خیال فرما کر اسقاط الف سے گمان کو پریشان نکرین ناظرین منصف مزاج مصنف کی اس کوشش جانفشانی کو ضرور غور سے ملاحظہ فرمائینگے کیونکہ جبکہ اردو عبارت مین نون غنہ و اضافت خواہ واو عطف سے مدد لیگئی تو فصاحت اردو کی تشریف لیگئی وہ شامل فارسی ترکیب فارسی ہی تصور کیجائیگی نہ کہ اردو اور جبکہ اردو ہے تو ترکیب فارسی سے لطف نہین دیتا اگرچہ فی الحقیقت یہ نکات لطافت کا بھی لحاظ رکھنا اسمین کمال دشوار ہے مین امید کرتا ہون کہ ہنرمندان ہر نج اور صاحبان سخن سنج ضرور اس دقیق ان عنوان کو جسکی نسبت نازک خیال و باریک بین نے مرحبا و آفرین کے پہول تصدق کر کے منصفی سے کام لیا توقف کی نظران سعیدہ ہوا کا محل نہین ہو نیدیا نظر توجہ و نظر عنایات سے محروم رکہینگے جناب مصنف صاحب کی جسقدر تعریف کیجائے بہت درست مناسب ہے نظر بر آن کہ یہ پابندی و اوس پر یہ لطف کہ زبان کو کسی جا پر لطف سے خالی نہونے دیا بندش چست روزمرہ صاف الفاظ مانوس محاورہ درست سخت مشکل و اہم ہے چارسو سے صدا آتی ہے واہ مرحبا آفرین جزاک اللہ + بخدا زمانہ گذشتہ سے اسوقت تک کوئی اس صنعت مین دیوان صاف زبان کا دیکھنے مین لطافت کے ساتھ نہ سنا نہ دیکھنے مین آیا چھ حصہ مضامین نے عالیجناب معلی القاب شاعر ذی کمال ناظم بے مثال فرزادہ بیگ صاحب بہادر لشکر نظام محبوب حیدرآباد دکن دام اقبالہ واجلالہ کے واسطے رکہا تہا لیکن بلا تائید خالق کے کہین کچھ کام ہوتا ہے + ہزار انسان سر ہزار نہین کچھ کام ہوتا ہے + حق سبحانہ تعالی اس دیوان عدیم المثال مسمیٰ بہ غنچہ حسن کو مقبول خاص و عام کرے

تمت

اطلاع اس کارخانے مین ہر علم و فن کی کتب فروخت کے لیے موجود ہین بدین لحاظ ہر کتاب کی فہرست دیدی گئی ہے جن صاحب کو ضرورت ہو شوق سے خرید فرما کر کارخانہ کو ممنون فرمائین خواہ بذریعہ ویلیو پی ایبل خواہ نقد قیمت روانہ کرین نفوذ فرمایش آپکی تعمیل کیجائیگی +

ریاض شفق ــ یہ مثنوی قابل ملاحظہ ہے چہار درویش کو نہایت خوبصورتی سے نظم فرمایا ہے مصنفہ منشی للتا پرشاد صاحب شفق لکھنوی

دیوان نسیم مصنفہ پنڈت دیا کشن صاحب نسیم لکھنوی ــ

گلزار نسیم بھی آپ ہی کی یادگار ہے جو مشہور عام ہے ــ

دفتر حسن ــ دیوان اول جناب منذر احمد صاحب حیدرآبادی ــ

انشاے دلپسند معروف بہ مکتوب دلپسند اسمین اردو عبارت کے عاشقانہ معشوقانہ خطوط نہایت سلیس درج ہین مصنفہ بابو ایک لکھنوی

مثنوی گلشن تہذیب موسوم بہ چار آئینہ مع قصہ عشق مصنفہ بابو رتن کشور

ماہ نو سیما مصنفہ ایضاً اسمین شہزادی ماہ قمر طلعت کا قصہ نظم ہے

بلبل کا جنازہ معروف بہ گلزار خونکا تماشہ مع نالہ جانگاہ مصنفہ ایضاً

کمال طرب مصنفہ ایضاً اسمین قصائد نہایت دلچسپ ہین

تحفہ گلشن ــ معروف بہ ہمیشہ بہار مصنفہ ایضاً ــ

گلشن ظرافت حصہ اول مؤلفہ ایضاً عجیب لطف اسمین بھرا ہے

ایضاً حصہ دوم ــ ایضاً

نغمۂ بلبل دوسرا مرتبہ ایضاً اسمین نامی شعراء کا کلام ہے ــ

نغمۂ پری ــ مرتبہ ایضاً اسمین نہایت دلچسپ غزلین و ٹھمری وغیرہ ہندی کی چیزین ہین ــ

ایضاً حصہ دوم مرتبہ ایضاً یہ اول حصہ سے ترجیح رکھتی ہے

نغمۂ سرور مرتبہ ایضاً اسکی خوبی دیکھنے سے معلوم ہوگی ــ

بڈھے کی شادی ــ یہ کتاب عجب دلچسپ ہے بالکل غلط کر نیوالا کہانہ

مجموعۂ شگوفہ مذاق ــ اسمین ابتدا نامہ ہے ریکارنی مہ ــ

مردم شماری نامہ ــ دیوانی نامہ نصیحت نامہ حدیقہ خیال ــ

تاج گل ــ نغمۂ کمال اسمین کل کلام صنعت میں زبان اردو درج ہے ــ

کرشن لیلا ــ پہلا بھاگ اسمین گوپیونکی پریم اور لیلائین نہایت فصیح غزلین زبان ہندی درج ہین مصنفہ حضرت ثاقب لکھنوی

ایضاً ــ دوسرا بھاگ اسمین گیان اور بھگتی کی بیان نہایت پیاری زبان مین غزلین بطرز نو درج ہین مصنفہ ایضاً

ہنومان بیل لڑکا ــ بخط اردو مصنفہ منشی نندکشور صاحب بسمل

اختراع شاد مصنفہ منشی درگا پرشاد صاحب اسمین خط سرو وغیرہ لکھنے کی ترکیبین نہایت آسان سے کے ساتھ شرح درج ہین ــ

اعلان

الحمد للہ والمنہ کہ درین ایام فرخ توامان
زیب دہ دل عاشقان سرور بخش خاطر شیدا مژدہ دیوان
مرزا موسوم بہ گلدستہ حسن تصنیف شاعر نازک خیال نظم شیرین مقال جناب
مرزا داؤد بیگ صاحب مرزا تخلص متوطن نظام محبوب حیدرآباد دکن خلف الرشید
جناب مرزا عنایت بیگ صاحب تلمیذ شاعر شیوا بیان رطب اللسان سخن سنج
معنی پرور جناب منشی کنہیالال صاحب نائب لکھنوی حسب انتظام بالا کار
بماہ جون ۱۹۰۵ء مطابق ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ میں بار اول طبع ہو کر نقل
اور عزیز تر دل ہوا دیوان سوم موسوم بہ گلدستہ حسن بھی بالفعل جلد طبع ہو کر
آراستہ ہو کر عنقریب انشاء اللہ تعالی بہت جلد بہار افزائی خاص و عام ہو کر
جلوہ نمائے دل مشتاقان ہوگا لہذا التجا ان خوش ہمت اور سوداگران کی
عظمت کی خدمت میں گزارش ہے کہ کوئی صاحب بلا اجازت
نائب لکھنوی بار دگر قصد طبع کا نہ فرماویں ورنہ بمصداق [illegible] نقصان
بلیغ باشد و بس

المشتہر

خاکسار کنہیالال نائب مہتمم کارخانہ بزم
تہذیب لکھنو کچہری گنج

جسے مہر نہ ہو وہ مال مسروقہ سمجھا جاوے